نشاۃ اسلامیہ کا علمبردار علمی و دینی مجلہ

روئی میں لپیٹیں
یا
فولادی صندوق میں بند کریں
پی این ایس سی
کے کنٹینرز آپ کا مال صحیح سلامت اور بروقت
برطانیہ، یورپ، امریکہ اور مشرق بعید
جہاں آپ چاہیں پہنچا دیں گے
پاکستان نیشنل
شپنگ کارپوریشن

اے بی سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لدعوة الحق

قرآن وسنت کی تعلیمات کا علمبردار

ماہنامہ **الحق** اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ۲۲
شمارہ ۸
رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
مئی ۱۹۸۶ء

فون نمبر ڈائرکٹ سسٹم
052317 — 340
341
342

مدیر :- سمیع الحق

اس شمارے میں

بدل اشتراک

پاکستان میں سالانہ ۴۰ روپے	بیرون ملک	بحری ڈاک	چھ پونڈ
فی پرچہ ۴ روپے	بیرون ملک	ہوائی ڈاک	دس پونڈ

سمیع الحق استاد دار العلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

نقش آغاز

۲۷ رمضان المبارک

* ملک وملت کی تقدیر بدلنے کے مبارک لمحات۔
* فکر و احتساب، توبہ و مغفرت کا نادر اور بہترین موقعہ۔
* ارباب اقتدار اور سیاسی زعماء کے لئے ایک ڈھیل اور ایک مہلت
* نااہل قیادت کا شرمناک کردار اور ایک قومی المیہ
* دینی قیادت کے پختہ عزائم
* اور اسلامی انقلاب کا نازک ترین اور تاریخ ساز مرحلہ
* حقیقت پسندانہ تجزیہ اور بے لاگ تبصرہ

بعض روایات اور عمومی رجحان کے مطابق ۲۷ رمضان المبارک لیلۃ القدر کی رات ہے۔ ہزار مہینوں کی ایک رات، خیر و برکت توبہ و مغفرت، قوموں کے انفرادی اور اجتماعی جرائم کی بخشش اور نیکی کے عزائم کی پختگی کے مبارک ترین لمحات، رب قدیر و غفور کی غیبی نصرتوں اور بے پناہ رحمتوں اور مغفرتوں کے سمیٹنے اور قوم و ملت کی تقدیر بنانے کے قطعی اور موافق حالات، اس مبارک رات میں جس طرح میسر آتے ہیں سالہا سال کی طویل ترین مدت میں بھی وہ مہیا نہیں ہو سکتے۔

اسی مبارک تاریخ کو دنیا کے نقشے پر کرۂ ارض کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے نقوش ابھرے تھے۔ اور برصغیر کے مسلمانوں کو دو صدیوں کے اضطراب کے بعد ہمالیہ کے دامن میں پھیلا ہوا ایک ایسا مقدس خطۂ زمین میسر آیا تھا جسے وہ اپنی امیدوں اور آرزوؤں کا مرکز بنا کر پوری فکری اور عملی آزادی کے ساتھ اپنی زندگی کو خالص اسلامی خطوط پر استوار کر سکیں۔ اور اسلام کے نام پر حاصل کئے ہوئے اس ملک کو نظام اسلام کا مستحکم حصار بنا کر اسلامی روایات و اقدار کی حفاظت کر سکیں۔

مگر آہ! جس دینی جذبہ، جس ایمانی ولولہ، جن مقدس عزائم اور خالص اسلامی غیرت و حمیت کے ساتھ ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا وہ نااہل قیادت اور خود غرض حکمرانوں اور مفاد پرست قومی لیڈروں کے مفادات کی بھینٹ چڑھ گیا، اجتماعی شعور رفتہ ہوا، خود غرضی اقتدار کی رسہ کشی، قومی بے حسی، مغربی تہذیب، عریانی و فحاشی، جھوٹ، سود خوری دھوکہ بازی، رشوت ستانی، کام چوری، نفس پرستی اور قول و عمل کا تضاد گویا مقصود زندگی بنا دیا گیا۔ نتیجۃً ایک طرف آدھا پاکستان گنوا دیا تو دوسری طرف ہمارے دامن میں دین و اخلاق کی جو رہی سہی پونجی تھی اسے بھی لٹا دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ گویا آزادی کا مطلب یہ لیا گیا کہ قوم کو اسلام اور عقل سلیم کی ہر پابندی سے آزاد کر دیا جائے۔

قول وعمل کا یہ تضاد دو قوموں کا نہیں بلکہ ایک ہی قوم اور ایک ہی نسل کا عملی تضاد ہے۔ قومی لیڈر اور ملکی حکمران اول روز سے اسلام کے اصلی کام کے بجائے محض نام پر قوم کو دھوکا دیتے چلے آئے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ کسی بھی حکمران قیادت نے قوم کو مکمل اعتماد اور پورے خلوص و دیانت کے ساتھ صحیح رخ پر لانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ اس پہلو پر کبھی سوچنا تو کجا، کچھ سننا بھی گوارہ نہ کیا۔

● اب جبکہ مملکت کی عمر عزیز چالیس سال سے متجاوز ہو چکی ہے متحدہ شریعت محاذ کی خالص اسلامی و دینی اور نظریاتی اساس کی محافظ قیادت نے ۲۷ رمضان المبارک کی دینی و روحانی اور تاریخی مناسبت کے پیش نظر حکومت کو شریعت بل کی فوری منظوری و نفاذ کا الٹی میٹم دے دیا ہے اگر ارباب اقتدار نے اب بھی اپنے پیش روؤں کا وطیرہ نہ چھوڑا تو ۲۷ رمضان المبارک کے بعد فرزندان توحید اور جان نثاران اسلام شریعت محاذ کی قیادت میں راست اقدام و موثر اور انقلابی لائحہ عمل اختیار کرنے کی منصوبہ بندی کریں گے۔

حکمرانو! سنو!! اب بھی وقت ہے کہ خدا کی دی ہوئی ڈھیل سے فائدہ اٹھا لو۔ تم اگر چاہتے ہو کہ اس ملک کی تعمیر و ترقی اور مخلصانہ خدمت کی زمام تمہارے ہاتھ میں رہے۔ صحیح معنوں میں اس ملک کی پریشانیاں ختم ہوں۔ تو خرابیوں کے سرچشمہ کو بند کرنا اور اصل مرض کی بیخ کنی کا انتظام کرنا ہوگا۔ پورے خلوص، ایمان اور جرأت مومنانہ کے ساتھ ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی اساس کی حفاظت کے پیش نظر سینٹ میں علماء کے پیش کردہ نفاذ شریعت بل کو بغیر کسی لیت و لعل کے منظور و نافذ کر کے خالق و مخلوق کے ہاں سرخروئی اور دنیا و آخرت کی سعادت مندیوں کا اعزاز حاصل کیا جا سکتا ہے۔

● مگر اس سب کچھ کے ذمہ دار تنہا حکمران ہی نہیں بلکہ حکمران ساز عوام بھی ہیں۔ سیاسی و مذہبی جماعتیں، ملک کا حساس و باشعور طبقہ اور ہر شہری اس سلسلہ میں عند اللہ مسئولیت و جوابدہی کا ذمہ دار ہے۔

عام مسلمان بالخصوص علماء و مشائخ عظام اور اسلامی دعوت و انقلاب کا کام کرنے والی مذہبی و سیاسی جماعتوں کے سیاسی عمل کا اصل ہدف خالص اسلام ہی ہونا چاہیئے۔ ان کا سیاسی نظریہ اور سیاسی کردار ایسی پارٹیوں سے منفرد و ممتاز ہونا چاہیئے۔ جو سیاست برائے سیاست کے اصول پر میدان میں اترتی اور اپنے گروہی و جماعتی مفادات کی خاطر ملکی و ملی اور قومی مفادات کو تاراج کر دیتی ہیں۔

ایوان بالا میں علماء کے پیش کردہ شریعت بل، پھر ۲۷ رمضان المبارک سے شریعت محاذ کا حکومت کو اس کی فوری منظوری و نفاذ کا الٹی میٹم بصورت دیگر راست اقدام کی منصوبہ بندی اور ٹھوس لائحہ عمل کے پیش نظر توقع تھی کہ تاریخ کے اس نازک ترین دور میں جب ملک موت و حیات کی کشمکش سے گذر رہا ہے اور اس میں اسلام کے وجود و بقا کے لالے پڑے ہوئے ہیں ہماری مذہبی سیاسی جماعتیں بھی عامۃ المسلمین کی طرح ذاتی مفادات، گروہی تعصبات، عہدہ و

منصب کی لالچ انا اور شیطان اور جاہ و تکبر کی دسیسہ کاریوں کے چنگل میں آئے بغیر، بلند تر اور عظیم تر مقاصد یعنی نفاذ شریعت کے لئے کام کریں گی۔ اس مشترک اور عظیم مقصد کے حصول میں ان اختلافات کو سدِ راہ نہیں بنائیں گی۔ جن کی حیثیت بہرحال ثانوی ہے۔

۷۷ء کی تحریک نظام مصطفٰے کی کامیابی اور عظیم تاریخی انقلابی کارنامہ کے پس منظر میں یہی جذبہ کارفرما تھا مگر افسوس کہ جیسے اقتدار کا چہرہ بدلا سیاسی زعماء اور خود نظام مصطفٰے کا نام لینے والی بعض مذہبی جماعتوں اور علماء نے بھی منزلِ مقصود کے حاصل ہونے سے پہلے پہلے اپنی اپنی راہ اختیار کرلی اور ببانگ دہل یہ کہہ کر ؎

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کئے جاؤ مے خوارو کام اپنا اپنا

قومی وحدت، باہمی اتحاد، ملی یکجہتی و اعتماد اور عامۃ المسلمین کی توقعات کو بے دردی سے کچل دیا جس سے فوجی اقتدار کو زبردست تقویت حاصل ہوئی۔ اور تحریک کا ثمرہ تنہا صدر ضیاء الحق کی گود میں ڈال دیا گیا ؏

منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

اسلامی انقلاب کے لئے جہاد اور باہمی اتحاد کے فلک شگاف نعرے ابھی فضا میں گونج رہے تھے وعدوں اور معاہدوں کی سیاہی ابھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ ان کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ نظام مصطفٰے کی راہ سب بھول گئے اور پھر سے پوری فضا طعن و تشنیع اور سب و دشنام کے غلیظ دھوئیں سے بھر گئی۔

ابھی یہ زخم مندمل نہیں ہوئے تھے کہ آزمودہ سیاسی شاطروں نے پھر سے نیا پینترا بدلا اور تحریک بحالی جمہوریت کے نام سے قوم کو سڑکوں پر نکال کر محض انقلاب اور بے مقصد انقلاب کے لئے لاٹھیوں اور گولیوں اور ظلم و تشدد کا نشانہ بنانے کی مہم تیز تر کر دی مگر قوم نے یہ کہہ کر کہ ؏

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دوسری بار ڈسے جانے سے خود کو بچا لیا اور ایسوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنا دیا۔

● قوم حکمرانوں کے وطیروں اور سیاست دانوں کی چالوں کو پرکھ چکی تھی اسے حکومت کی منافقت ظاہر ہو چکی تھی اور ارباب اقتدار پر انہیں کوئی اعتبار نہیں رہا تھا۔ وہ مغربی لادین سیاست اور اس کے علمبرداروں کو ٹھکرا چکی تھی۔ وہ تحریک پاکستان کے شہداء، ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے پروانوں اور ۷۷ء کی نظام مصطفٰے کے ہزاروں جاں نثار نوجوانوں کے لہو و آبرو کا احترام اور نقد صلہ و انعام چاہتی تھی۔ قوم نفاذ اسلام کے لئے مؤثر تحریک اور انقلابی نظام کے لئے انقلابی کردار چاہتی تھی۔

اسلامیانِ پاکستان کی دلچسپیوں کا ہدف نہ مارشل لاء کا ہٹانا تھا نہ جمہوریت کی بحالی اور نہ اقتدار کی منتقلی

یا تبدیلی، ان کی نگاہیں نظام اسلام کے مخلص اور انقلابی داعیوں کے بے غرض کردار کے تجسس میں تھیں کہ ایسے میں بقیۃ السلف، استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی دعوت و تحریک پر ملک کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ۲۲ دینی و سیاسی تنظیموں اور جماعتوں کے باہمی اتحاد، اور اس کے نتیجے میں متحدہ شریعت محاذ کی صورت میں ایک مؤثر عظیم اور خالص دینی قیادت ابھری۔ اور داعی کو پہلے ہی مرحلہ میں صدر منتخب کر لیا گیا۔ شریعت محاذ نے قلیل ترین عرصہ میں تحریک نفاذ شریعت کو پورے ملک میں اور عالمی سطح پر متعارف کرایا۔ چنانچہ اسلامی فکر اور دینی درد رکھنے والے ملکی باشندوں اور بیرون ملک باخبر حضرات کے لئے شریعت بل گویا ان کے دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے۔ پاکستان کے سیاسی ماحول میں اختلافات کے کوئی حدود قائم نہیں۔ شخصی اختلاف یا سیاسی انتقام میں دینی اقدار کی توہین کرڈالنا ایک فیشن بن چکا ہے وزیر اعظم جونیجو یا انہی کی بات کہنے والے سیاسی لیڈر بڑے دھڑلے سے فکر آخرت اور خدا کے خوف سے بے نیاز ہو کر یہ کہہ دیتے ہیں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ "وہ شریعت بل کے مخالف ہیں" اس قسم کے بے بنیاد اور سراسر لغو خیالات کا کا اظہار کر کے شریعت بل کی منظوری میں رکاوٹ اور نفاذ شریعت کے عمل میں تعطل کے بدترین المیے سے قوم و ملت کو دوچار کر دینے کو سیاسی فتح اور شجاعت و بہادری کا معیار قرار دیا جا رہا ہے۔ نفاذ شریعت کے مخلص داعیوں پر کیچڑ اچھالنے کا مشغلہ سستا اور دوسروں کو بدنام کرنے کا عمل آسان و ارزاں ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اخباری بیان بازی کی نہ ختم ہونے والی جنگ بسوس یہاں کی صحافت کا محور ہے۔ ایسے ماحول میں نفاذ شریعت کے لئے اس قدر وسیع تر اور باوقار اتحاد قائم ہونا اور پھر قلیل ترین مدت میں منزل کے قریب ہو جانا، سے نظام شریعت کا معجزہ قرار دئے بغیر کوئی دوسری توجیہہ ممکن نہیں۔

● الحمدللہ کہ ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ خالص تحریک نفاذ شریعت کے لئے دینی اور اسلامی قوتوں کا فکری اور عملی طور پر ایک مضبوط اتحاد قائم ہو چکا ہے جس کی نظیر ماضی قریب میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتی۔ علماء اور دینی قوتیں اپنے علم و حکمت اور مقام و منصب کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کسی شاطر سیاست کے مفادات کی بھینٹ چڑھے بغیر ایک مؤثر وحدت اور ناقابل شکست قوت بن چکے ہیں۔ علماء کو پاکستان کی چالیس سالہ سیاسی زندگی کا یہ تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ سیاست دانوں نے انہیں ہمیشہ اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنانے کی کوشش کی ہے۔ انہیں علماء ہی کے جذبہ علم اور جہاد و عمل کے سہارے اقتدار کے ایوان تک پہنچنے کا سہارا ملا۔ مگر جب مقصد حاصل ہوا تو علم و عمل کی ان مقدس مگر مظلوم سیڑھیوں کے پرخچے اڑا دئے۔ علماء کے سہارے اپنی سیاست و سیادت اور حکومت و قیادت کے ایوان تعمیر کئے۔ مگر جب اقتدار کے وارث ہوئے تو اپنے کندھا دینے والے علماء اور دینی قوتوں کو اسلام کا نام لینے کے جرم میں پابند قید و سلاسل کر دیا۔

الحمدللہ کہ اب کی مرتبہ ملکی سیاست کے نباض اور حساس طبقہ علماء اور ۲۲ مذہبی جماعتوں کے دینی در

سے سرشار علماء نے باہمی اعتماد اور ایک مضبوط اتحاد قائم کر کے خالص نفاذِ شریعت کی تحریک چلانے کا صحیح فیصلہ کر کے اپنی دینی بصیرت کا ثبوت دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ ان کی سیاست خالص اللہ کی رضا مندی اور غلبۂ دین کے لئے مفید ثابت ہو رہی ہے ان کی جنگ خدا کے لئے ہے۔ اور خدا کی نصرت ان کے ساتھ ہے۔ وہ کسی طالع آزما، خود غرض سیاست دان یا دائیں اور بائیں بازو کے کسی ایجنٹ کے آلہ کار نہیں بن رہے۔ ان کی عملی سیاست کا فائدہ کسی عوبر ابن الوقت پارٹی یا اس کے لیڈر کو نہیں پہنچ رہا۔ ان کی قیادت میں کام کرنے والے ورکر خودکشی نہیں کر رہے حرام موت کی راہ نہیں بلکہ شہادت اور اخروی سعادت کی راہ چل رہے ہیں۔ موجودہ دور میں سیاست اور دین کی پیوند کاری جس قدر مشکل اور دل گردے کا کام ہے اسی قدر الحمدللہ اہل حق کا یہ قافلہ کامیابی حاصل کر رہا ہے۔

علماء کے لئے سیاست میں اس قدر محو ہو جانا کہ دینی مزاج اور اسلامی روح نگاہوں سے اوجھل ہو جائے حرام ہے علماء منصب نبوت کے وارث ہیں وہ اس دورِ انحطاط کے مضطر، مغرب زدہ، اور پرفریب سیاست دانوں کے نقال اور جانشین نہیں۔ شریعت محاذ کی علمی و روحانی اور فعال قیادت کو اب کے نازک ترین حالات میں عمر فاروق رضی اور صدیق اکبر رضی کے وارث ہونے کا انقلابی کردار ادا کرنا ہے۔ صبر و تحمل، حکمت و تدبیر، دانشمندی و بیداری، خلوص و للہیت، استقامت و شجاعت، حق گوئی اور جذبۂ جہاد سے سرشار کارکنوں اور مخلص ورکروں کی دلجوئی۔ بروقت راہنمائی اور ان کا مکمل اعتماد حاصل کر کے آگے بڑھنا ہے۔ مذاکرات کی میز ہو، پارلیمنٹ کا ایوان ہو، جلسہ گاہ کا میدان ہو، جلوس کی گذرگاہ ہو یا مقتل کا سامان ہو۔ قوم نے محاذ کی عظیم علمی و اسلامی اور روحانی و انقلابی قیادت پر اعتماد کیا ہے۔ اور ان کے انقلابی فیصلوں کی منتظر ہے۔ قوم نفاذِ شریعت کے لئے اپنے خون سے تاریخ عالم میں ایک نئے باب کا اضافہ اور لہو سے رنگین داستان ثبت کر کے خود کو جاوداں کر دینے کے عزائم رکھتی ہے ؎

امام احمد بن حنبل کے ہم ہیں ماننے والے
شجاعت کی یہاں قائم روایت ہم نے کرنی ہے

فرزندانِ توحید اور اسلام کے جیالے سپوت سمجھتے ہیں کہ آزمائش و امتحان کے ایسے نازک ترین لمحات اور ایسا تاریخ ساز اور فیصلہ کن مرحلہ شاید پھر نصیب نہ ہو۔ جہادِ پیہم اور جہدِ مسلسل کی گھڑی قریب آ پہنچی ہے۔ اب ہمارا نعرہ، ہمارا شعار، ہماری لگن اور ہمارا فیصلہ ایک ہی ہے کہ شریعت بل منظور کروا کر نافذ کرائیں گے اور عظیم فتح حاصل کریں گے۔ حق کی سربلندی اور باطل کی سرکوبی کے مراحل سے مردانہ وار گذریں گے ورنہ شہادت، دنیا و آخرت کی سعادت اور ایک حیاتِ جاوداں سے جس پر کروڑوں سال کی زندگیاں قربان ہوں بارگاہ ربوبیت سے نوازے جائیں گے۔

— ● تحریک نفاذِ شریعت کے اس نازک ترین اور تاریخ ساز موڑ پر دہریے، سوشلسٹ، کمیونسٹ، لادین عناصر اور وزیر اعظم جونیجو سمیت بعض نادان سیاست دان شریعت بل کے بارے میں امریکہ کی زبان بول رہے ہیں

اسلام کا نام لے کر، اسلام کے کام اور نظام سے بغاوت کی جارہی ہے اور اسے پارلیمنٹ ہی سے نہیں ملک سے باہر کر دینے میں بھی کوئی باک محسوس نہیں کی جارہی۔ ملک و قوم اور دین و ملت کے ایسے مجرموں (اور بزعم ان کے رہنماؤں) سے ہماری ہمدردانہ گذارش یہ ہے کہ :-

محترما! ملک کے عوام ہوشیار اور بار بار کے سیاسی تجربوں سے بیدار ہو چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ڈور کا سرا کس کے ہاتھ میں ہے۔ تمہارے تحریک نفاذ شریعت سے مخالفانہ رویے پر عوام کے ذہن میں اس کی وجہ سوائے اس کے مشکل ہی سے آتی ہے کہ یہ سب کچھ ذاتی مفادات کے تحت ہو رہا ہے۔

جناب! یہ روش اور یہ وطیرہ اور نفاذ شریعت سے اغماض و اعراض اور مخالفت و عداوت کا یہ مجرمانہ رویہ تمہارے حق میں ہرگز مفید نہیں۔ اس سے تم اپنے مستقبل کو تاریک بنا رہے ہو۔ اور اپنے کیمپ سے لوگوں کو بددل کر رہے ہو۔

خدارا، کچھ تو سوچیے! آخر وزیر اعظم جونیجو کو لندن میں بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے شریعت بل کی مخالفت کا اعلان کیوں کرنا پڑا؟ اور ملک میں حکومت کے مخالف سیاست دان بھی جونیجو صاحب کی زبان میں بات کیوں کر رہے ہیں؟ اور اگر ہم یہ نہ بھی کہیں کہ "تم دین کے خلاف سازش کر رہے ہو"، تب بھی عوام سمجھتے ہیں کہ یہ کن لوگوں کے لئے راستہ صاف کیا جا رہا ہے ؎

ہوا گر قوتِ فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللّٰہی

بدقسمتی سے ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں سیاسی مسابقت کے عمل میں سیاسی پالیسیاں اپنے اصل مرکز سے ہٹی ہوئی ہیں شریعت بل کے سلسلہ میں حکمرانوں، سیاستدانوں اور بعض نادان دوستوں کے اخباری بیانات پڑھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرہ میں عام افراد سے قطع نظر قومی سطح کے رہنماؤں تک نے بھی سیاسی جد و جہد کے دوران اپنی صحیح حیثیت کو مستحضر نہیں رکھا۔ حالاں کہ مسلمانوں کو کسی بھی مرحلے میں یہ چیز نہیں بھولنی چاہیے کہ ان کا مقصدِ زندگی، دین پہلے ہے اور سیاست بعد میں ـــــ آج کے سیاست کاروں کا اصل محورِ فکر و عمل، اقتدار کی تبدیلی، حکومت کا حصول، جاہ و منصب وزارت اور اقتدار تک رسائی ہوتا ہے۔ مگر یہ راستہ ان لوگوں کو قطعاً راس نہیں آتا جن کی روٹی تک دین کے نام پر بنتی ہے۔ میدانِ سیاست، قدم قدم پر نفس و شیطان کی دسیسہ کاریوں کی وجہ سے ایک دشوار گذار خارزار بن چکا ہے۔ سیاست بازی کی غلط چال نے ہلاکت خیزی اور قوم کے سیاسی شعور کا استحصال کر دینے والی ذہنی تاویلات اور مداہنت و مصالح کا غیر متناہی دفتر کھول دیا ہے اور اسلامی سیاست کاری کے اصل مقاصد اور مصالح ان فرسودہ تاویلات کے انبار میں گم ہو گئے ہیں۔

مذہبی نقطۂ نظر سے جب مسلمان ایسی فرسودہ تاویلات کا سہارا لے کر بنیادی عقائد یا نظام شریعت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں تو ملت کی ابدی وحدت کی خاطر اسلام اپنے دائرے میں ایسے کسی بھی باغی فرد یا جماعت کو روا نہیں رکھتا۔

ایسے حالات میں سلامتی و حفاظت اور نجات و ہدایت کا اگر کوئی راستہ ہے تو وہ صرف اور صرف انابت الی اللہ، دل کا سوز و گداز، ہدایت کی طلب اور استقامت علی الدین ہے۔ فکر و عمل کا محاسبہ، سیاسی پالیسی کا احتساب، قرآن و سنت کی تعلیمات سے مطابقت اکابر اور اسلاف امت کے عمل کا توارث اور ہر ہر قدم پہ بارگاہ صمدیت میں گڑگڑاہٹ اور استخارہ ہے۔ جس کے لئے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات نہایت موزوں ہے۔ کہ اس شب میں ترقی و تقرب الی اللہ کی رفتار عام اوقات کی نسبت ہزار چند بڑھ جاتی ہے ع

طے شود منزل صدسالہ بہ آہے گاہے

اگر طلب صادق ہوگی تو قلوب سے ضد، عناد، ہٹ دھرمی اور انانیت کچل دی جائے گی۔ گروہی تعصب اور جتھے بندیوں کی لعنت سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔ مغربی سیاست کے لعنتی طوق و سلاسل سے نجات مل جائے گی اور یہ حقیقت بے غبار ہو کر سامنے آجائے گی کہ ایک مسلمان کو سیاست کے میدان میں کیوں داخل ہونا چاہیئے؟

عبدالقیوم حقانی

باب مجلس شیخ الحدیث

افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

صحبتے با اہلِ حق

افغان مجاہدین کے ساتھ خدا تعالیٰ کی غیبی نصرتیں ۱۱ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ

حسب معمول حاضر خدمت ہوا۔ افغان مجاہدین کی کئی جماعتیں حاضر تھیں۔ دارالعلوم کے بعض اساتذہ اور طلبہ بھی موجود تھے۔ اکوڑہ والے بھی آجا رہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ درمیان میں گھرے ہوئے تھے۔ مجھے بھی دور ایک کونہ میں بیٹھنے کی جگہ مل گئی۔ کئی روز سے بیمار تھے اس لئے ضعف آگیا تھا آواز میں دھیما پن ہونے کی وجہ سے پوری بات کو سمجھ لینا مشکل ہو رہا تھا۔ اس لئے کسی طریقہ سے راہ پیدا کر لی اور قریب پہنچ گیا۔

آج بھی کل کی طرح حضرت مدظلہ کی پوری توجہ اور انہماک افغان مجاہدین سے رہا جن میں زیادہ تعداد دارالعلوم کے فضلاء کی تھی۔ میدانِ جنگ، جہاد کی نئی صورت حال۔ افغان اور روسی فوجوں کا جدید حملہ اور مجاہدین کی جرأت و جانبازی، اور اس سے بھی بڑھ کر، ایک ایک مجاہد کا نام لے لے کر حضرت مدظلہٗ ان کے حالات دریافت فرما رہے تھے ـــــ ایک مجاہد نے عرض کیا کہ شنواری کے قریب پرسوں سے شدید جنگ شروع ہے۔ روسی دشمن نے بہت بڑا حملہ کیا ہوا ہے مجاہدین دعا کی درخواست کر رہے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا جی ہاں! کل پرسوں سے شنواری پر لڑائی کی شدت کی خبریں آرہی ہیں۔ بے چین رہتا ہوں۔ ہماری تو ہر وقت یہی دعا ہوتی ہے کہ باری تعالیٰ کامیابی و کامرانی اور غیبی نصرت عطا فرمائے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ باری تعالیٰ کی غیبی نصرتیں مجاہدین کے ساتھ شامل ہیں۔

کل پرسوں یہاں محاذ جنگ سے آئی ہوئی ایک جماعت جن کی قیادت دارالعلوم کے فاضل کر رہے تھے نے بتایا کہ اب تو افغان فوجی اور روسی علی رؤس الاشہاد یہ کہنے اور اعتراف کرتے ہیں کہ بار ہا ہم نے مجاہدین کی مٹھی بھر تعداد پر بڑے بڑے لشکروں سے بھی فتح نہ پاسکے کہ خفیہ رپورٹ کے مطابق چند ایک مجاہدین بڑے لشکروں اور مسلح بریگیڈوں میں بدل جاتے ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے اور جیسے کہ محاذ جنگ سے آئے ہوئے ساتھی بتاتے ہیں کہ آج افغان روسی فوجوں کے سینکڑوں بم بے اثر ہو کے رہ جاتے ہیں۔

مولانا محمد اختر حقانی جو دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فضلا سے ہیں۔ مولانا عبدالرؤف حقانی جو ۷۷ء میں دارالعلوم سے دورہ کر چکے ہیں اور دونوں اس وقت جہاد کے میدان کارزار میں مصروف عمل ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی خیریت اور کامیابی کی اطلاعیں بھیجی ہیں۔ پھر حاضرین سے فرمایا کہ سب مل کر ان کی فتح مندی اور کامیابی کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ روسی اذناب الاغوال سے اہل اسلام کو نجات دے۔

اعمال شریعت اور سنت کے قالب میں ہوں تو قبول ہوتے ہیں! ۲۶ر فروری ۱۹۸۷ء

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔ اگر عمل سنت کے مطابق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ اگرچہ فی نفسہٖ وہ کتنا اچھا کیوں نہ ہو۔ نیت جتنی بھی اچھی ہو جتنا بھی خلوص سے کیا جائے جب تک اس پر سنت اور شریعت کی مہر نہ لگے وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوگا۔

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب، خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے ننگا طواف کرتے تھے۔ اور اس کے وہ متعدد وجوہ بیان کرتے تھے۔ دلائل تھے مگر ان پر شریعت کی مہر نہیں لگی تھی۔ اس لئے دلائل بھی بے کار تھے۔ اور عمل بھی۔ طواف کا عمل، نامقبول تھا۔

اول وجہ یہ بیان کرتے کہ لباس میں، کپڑے کے ساتھ چونکہ انہوں نے جرائم اور معاصی کا ارتکاب کیا ہے لہذا وہ اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کی جائے لہذا وہ کپڑوں کو اتار دیتے تھے۔ ان کا بس چلتا تو جسم کو بھی کھرچ لیتے اور صرف روح کے ساتھ طواف کرتے کہ جسم بھی جرم کا مرتکب ہوتا تھا مگر یہ ان کے بس کی بات نہ تھی۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کا خیال تھا کہ جسم کا جو عضو خانہ کعبہ کے ساتھ محاذی ہو عضو کا سامنا ہے۔ تو اس سے گناہ اور معصیت اور نافرمانی کی نحوستیں اور کدورتیں جھڑ جاتی ہیں۔ لہذا خانہ کعبہ اور اپنے اعضاء جسم کے درمیان حائل کپڑوں کو دور کر دیتے۔

تیسری وجہ ان کا تصور اور یہ نیک تفاول تھا کہ جس طرح ہم نے طواف کے دوران کپڑے اتار دئے ہیں اسی طرح ہمارے جسم سے گناہ اور معاصی بھی اتار دئے جائیں گے۔

دیکھئے طواف تھا، عبادت تھی، دلائل بھی تھے، قیاس بھی تھا مگر اس پر شریعت کی مہر نہیں لگی تھی۔ سنت نبی نہیں تھی۔ اس لئے ان کا سب کچھ اکارت ہوا جو عمل شریعت اور سنت کے قالب میں ڈھل جائے کمزور ہو مگر اللہ کے ہاں قربت کا ذریعہ ہوتا ہے۔

طلبہ اور تبلیغی کام ۲۷ر ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ

حسب معمول حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مجلس فیض وافادہ میں حاضر ہوا۔ بلوچستان کے علماء اور طلبہ کے مجمع میں گھرے ہوئے تھے کوہاٹ سے بھی مہمانوں کا ایک وفد حاضر تھا۔ افغان مجاہدین کی ایک جماعت بھی آئی ہوئی تھی

مولانا عبدالمنان عضو اتحاد اور علاقہ ارگون کے کمانڈران کی قیادت کر رہے تھے۔ مولانا بادشاہ گل امیر تحریک جندالله جو دارالعلوم حقانیہ میں پڑھتے بھی رہے ہیں ان کے ہمراہ تھے۔

ادہر بلوچستان سے آئے ہوئے تبلیغی جماعت کے ایک مہمان نے دارالعلوم حقانیہ میں طلبہ کے تبلیغ کے کام میں انہماک اور تبلیغی جماعتوں سے نصرت کے کام کو سراہا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔

تبلیغی کام اور تبلیغی جماعتوں کی نقل و حرکت سے بڑا انقلاب آرہا ہے اور جب سے دارالعلوم میں اساتذہ و طلبہ نے اس کام میں حصہ لینا شروع کیا ہے۔ تو اس سے بڑی خوشی ہوئی ہے الحمدللہ تبلیغی جماعت کے اکابر بھی علماء اور طلبہ کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں مگر ان کے خصوصی ہدایات کو ملحوظ رکھا جائے گا تو کام میں برکت ہوگی۔

اسباق کے دوران سبق قضا کر کے تبلیغ کرنا ممنوع ہے اور اکابر سختی سے اس سے منع کرتے ہیں۔ فراغت اور تعطیلات کے ایام تبلیغ کے لئے ہیں۔ طالب علم تو علم و عمل کی ایک نرم و نازک کونپل ہیں اگر حزم و احتیاط سے اور بروقت اس کی آبیاری کی جاتی رہی اور اس کی نگہداشت اور نگرانی پر توجہ دی گئی تو ایک روز یہ تناور اور سایہ دار اور ثمر آور درخت بن جائے گا جس سے پوری امت مستفیض ہوگی۔

عائلی قوانین کی نحوستیں

۳ر مارچ ۱۹۸۶ء

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مجلس بعد العصر میں عائلی قوانین کا ذکر ہو رہا تھا۔ تحریک نفاذ شریعت کے شائع کردہ متفقہ فتویٰ کی بات ہوئی تو ارشاد فرمایا:۔

مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ ایک مسلمان جج بھی ڈنکے کی چوٹ انگریزی قوانین کو سامنے رکھ کر حلال حرام کے فیصلے کرتے ہیں اور جو آپ نے یہ بتایا اور جج کا فیصلہ سنایا کہ اس نے فکر آخرت اور خوفِ خدا سے بے نیاز ہو کر والد کے باندھے ہوئے نابالغ لڑکی کے نکاح میں، لڑکی کو خیار بلوغ سے نکاح فسخ کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔

مجھے حیرت ہے کہ جج کو یہ کس نے اختیار دیا ہے کہ قطعی احکام شرعیہ میں دخل اندازی کرے۔ یہ سب عائلی قوانین کی نحوستیں ہیں ورنہ مسئلہ یہ ہے کہ والد اور دادا کے باندھے ہوئے نکاح میں لڑکی کو بعد البلوغ خیار فسخ کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ مگر کیا کیجئے یہ لوگ تو شریعت سے بھی کورے ہیں اور عقل سے بھی کورے ہیں جنہیں شریعت کے قطعی احکام میں بھی دست اندازی کرنے سے کوئی باک نہیں ہوتی۔

علمی اور روحانی ترقیوں کے لئے نسخۂ اکسیر

اسی مجلس میں کسی صاحب نے اسم اعظم کے بارہ میں دریافت کیا۔ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا۔

اَلْوَلِیُّ اَلْوَدُوْدُ اَلْعَلِیْمُ اَلْحَلِیْمُ اَلْکَرِیْمُ اَلْوَھَّابُ ذُوالطَّوْلِ یَا ذَوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام پڑھا کریں۔ اس میں اسم اعظم بھی ہے محبوبیت، تسخیر اور علمی و روحانی ترقیوں کے لئے اکسیر ہے ہر نماز کے

بعد تین مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالیں۔

تدریس و اشاعت علم اور اسلامی سیاست کے اقدار کا تحفظ

اسی مجلس میں باہر سے آئے ہوئے بعض علماء نے حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم کا ذکر چھیڑا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جب ہندوستان سے واپس تشریف لائے تو میرے ہاں بھی انہوں نے قدم رنجہ فرمایا تھا یہ مسجد کا مشرقی کمرہ جو آپ کو نظر آرہا ہے اس میں ان کا قیام تھا۔ آپس کی بے تکلف گفتگو میں حضرت مفتی صاحب اپنے آئندہ لائحہ عمل اور اجتماعی کاموں میں باہمی مشاورت کرنا چاہتے تھے۔

میں نے ان سے عرض کیا تھا۔ دو چیزیں ہیں ایک تدریس و اشاعت علم اور دوسری سیاست۔ مجھے مفتی صاحب کے طبعی مزاج اور فطری رجحان کا پہلے سے اندازہ تھا۔ ان کے رجحانات سیاست کی طرف زیادہ مائل تھے۔ مجھے تدریس و تعلیم اور خدمت علم کا ذوق تھا۔ میں نے یہاں کے مخلص احباب کے پرخلوص تعاون سے فیصلہ کرلیا تھا کہ ساری عمر درس و تدریس اور خدمتِ علم میں گزارنی ہے۔ اور جب اجتماعی طور پر قوم و ملت اور دین اسلام کو قربانی کی ضرورت پڑے گی تو یہاں کے اساتذہ و طلبہ ہی ایک کامیاب اور مؤثر کردار ادا کرسکیں گے۔

اسی کمرہ میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی بھی تشریف لاتے۔ اور باہمی مشاورت ہوتی رہتی۔ دونوں حضرات کو میرے رجحانات اور طبعی میلان کا اندازہ ہوگیا تھا۔ میں نے ہر دو حضرات سے یہی عرض کیا تھا کہ ہمارے اکابر نے انگریز کے ساتھ دونوں محاذوں پر مقابلہ کیا۔ حفاظت دین اور رجال کار کی تیاری اور فراہمی کے لئے دارالعلوم دیوبند قائم کیا۔ اور یہاں کے فارغ التحصیل علماء اور فضلاء نے سیاسی میدان میں ایسا انقلابی کارنامہ انجام دیا کہ انگریز کے لئے اپنا بوریا بستر سمیٹے بغیر کوئی دوسری راہ نہ رہی۔

بہرحال اس کمرہ میں جمعیۃ علماء اسلام کی تاسیس اور دارالعلوم حقانیہ کی بقا و استحکام کے باہمی مشورے ہوا کرتے تھے۔

چونکہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو ابتدا ہی میں میرے رجحان کا علم تھا اس لئے وہ ہمیشہ اجتماعی کاموں میں اس کو ملحوظ رکھتے تھے اور دارالعلوم حقانیہ کا بیحد احترام کرتے تھے۔

مولانا سید گل بادشاہ مرحوم بھی اسی مشرقی کمرہ میں طالب علمی میں قیام پذیر تھے جب وہ دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم تھے پھر بعد میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے تھے۔ اس کمرہ میں بڑے بڑے اکابر علماء کا قیام رہا ہے شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا نصیر الدین غورغشتیؒ کا بھی اسی کمرہ میں قیام ہوا کرتا تھا۔ بہرحال قیام پاکستان کے بعد غالباً سب سے پہلے ملک میں اسلامی سیاست کے اقدار کے تحفظ، اور دارالعلوم حقانیہ کے قیام اور استحکام کی باہمی مشاورت اسی کمرہ میں ہوئی ؛

مولانا محمد حنیف ملی مالیگاؤں

عہدِ رسالت وخیر القرون میں حفاظت واشاعتِ حدیث کے اسباب و اہتمام

عہدِ رسالت میں حدیث کی نشر و اشاعت | دعوت و تبلیغ کے ابتدائی دور سے حدیث بھی قرآن کے ساتھ جمع ہوتی رہی۔ مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ زید بن ارقم کا مکان خاموش مرکز تھا یہاں صحابہؓ جمع ہو کر دین سیکھتے قرآن پڑھتے اور اسلامی شعائر کی حفاظت کرتے اور کچھ ہی دنوں بعد خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بندوں تک احکام پہنچانے کا مکلف بنا دیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی "فاصدع بما تؤمر" اے نبی آپ کو جو حکم ملا ہے اسے کھل کر عام فرما دیجئے مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی۔ اسلام جزیرہ نما عرب میں پھیل گیا اور آپ دعوت کو اللہ کے بندوں تک عام کرتے رہے ان کے نزاع کے تصفیے کرتے رہے قرآن کریم پڑھاتے اور اسلامی شعائر کی حفاظت کرتے۔ امن و جنگ کی سیاست سے آگاہ کرتے اور ان میں وعظ فرماتے رہے صحابہ بھی آسودگی اور مفلسی ہر حال میں آپ کی خدمت میں رہ کر بڑے اہتمام سے دین سیکھتے اور اس کے ہر حکم کو اپنے اوپر نافذ بھی کرتے۔ غرض حدیث کی نشر و اشاعت کے بے شمار اسباب سارے عالم میں مہیا ہو گئے ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ اسلامی دعوت کی تبلیغ واشاعت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی سرگرمی اور بے پناہ نشاط سب سے بڑا اور بنیادی سبب ہے آپ نے نشر و اشاعت کے تمام طریقے اختیار فرمائے۔ قبائل میں دعوت دینے بنفس نفیس پہنچے۔ اس راہ کی ہر مشکل کو انگیز فرمایا۔ موسم اور مختلف تقریبات میں آنیوالے وفود سے رابطہ قائم کیا اور ان کے سامنے دین کی دعوت بھی پیش کی۔ آپ نے نشر و اشاعت کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ان نامساعد حالات میں بھی (سنت) حدیث پاک مسلمانوں کے دلوں پر دستک دیتی رہی۔

۲۔ فطرتِ اسلامی اور اس کا نظام نو بھی ایک اہم سبب ہے۔ جس کی کشش نے لوگوں کو اسلامی مقاصد اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے پر آمادہ کیا۔ جو شخص بھی آپ کی دعوت کو سنتا فوراً خدمتِ اقدس میں پہنچ جاتا۔ اور اسلام کی بابت آپ سے دریافت کرتے ہی مسلمان ہونے کا اعلان کرتا اور جو کچھ دیکھتا یا سنتا اسے اپنی قوم میں جا کر بیان کرتا۔

۳۔ علم اور اس کی حفاظت کے لئے بے پناہ سرگرمی اور صحابہ کی والہانہ جد و جہد بھی حفاظت حدیث کا ایک کلیدی

سبب ہے جسے ہم ایک ذیلی عنوان کے تحت تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

۴۔ حدیث کی نشر و اشاعت کا ایک سبب امہات المومنین بھی ہیں جن کا مقام اور دوسری صحابیات میں بہت نمایاں ہے۔ بعض مرتبہ مسلم خواتین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات دریافت کرنے میں حیا محسوس کرتیں تو ازواج مطہرات کے یہاں ان کے شکوک کا ازالہ ہو جاتا یا سوالات کا جواب مل جاتا۔ اس لئے آپ کی ازواج ہمہ وقت آپ سے قریب رہنے کی وجہ سے بے شمار احکامات میں آپ سے رہنمائی حاصل کرتیں جس کا دوسری عورتوں کو کم موقع ملتا۔ اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہمہ گیر علم اور دقت نظر میں مشہور تھیں۔

حضرت ابن ملیکہ فرماتے ہیں:-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی بات سنتیں اور نہ سمجھ پاتیں تو اسے آپ بار بار دریافت کر کے سمجھ لیتیں۔ ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا "من حوسب عذب" جس سے حساب لیا گیا وہ عذاب میں ہوگا اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا: یا رسول اللہ کیا خدا نے "فسوف یحاسب حسابا یسیرا" نہیں فرمایا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ عرضی کی صورت ہے لیکن جس شخص کے نامہ اعمال کے بارے میں مناقشہ ہوگا وہ ہلاک ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام بہت بلند ہے ان کے مقام اور علمی سرگرمیوں کے معترف سب لوگ ہیں چنانچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رض دین کے بہت سے امور میں کعبہ علمی اور مرجع ہوتی تھیں۔

۵۔ دیگر صحابیات بھی حفاظت حدیث کا ایک سبب ہوئیں۔ اس لئے حدیث کے باب میں عورتوں کا اثر مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت کرتی تھیں۔ بلکہ بعض مرتبہ انہیں یہ محسوس ہونے لگتا کہ مرد آپ کی مجلس میں غالب رہتے ہیں۔ تو اللہ کے نبی سے درخواست کرتیں کہ ہماری تعلیم کے لئے بھی مخصوص جگہ اور وقت مقرر کر دیا جائے۔ عید وغیرہ کے موقع پر عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سنا کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں عورتوں کے مخصوص ازدواجی مسائل دوسروں تک پہنچانے میں بھی ان خواتین کی کوششوں کے اثرات بڑے زبردست ہیں بلکہ اگر وہ نہ بتاتیں تو صحابہ کو نسوانی مسائل دریافت کرنا مشکل ہوتا۔

۶۔ حفاظت حدیث کی ایک اور وجہ گورنر، قاصد اور وفود ہیں۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ دعوتِ اسلامی کا پایۂ تخت بن چکا تھا۔ جہاں سے سارے عالم میں ہدایت کی کرنیں پھوٹیں۔ اور گمراہی و بت پرستی کی تاریکیاں دور ہوئیں یہیں سے مبلغین کے قافلے دور اور نزدیک کے علاقوں میں دین کی اشاعت کے لئے روانہ ہوئے جب کہ قریش ہر طرح کی رکاوٹ ڈال رہے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ معلمین کو روانہ کرتے وقت ہدایت فرماتے۔ اصولِ دعوت تلقین کرتے اور لوگوں کو دین کی طرف حکمت و دانائی سے بلانے کی نصیحت فرماتے تھے۔

حضرت معاذ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کو جب یمن کی طرف روانہ فرمایا تو انہیں یہ نصیحت کی:-

"یسرا ولا تعسرا، بشرا ولا تنفرا" دیکھو دعوت میں نرمی سے کام لو ان کے لئے زحمت مت بنو۔ انہیں خوشخبری سناؤ دلوں میں نفرت مت پیدا کرو۔ حضرت معاذ سے فرمایا، تم اہلِ کتاب کے پاس جا رہے ہو انہیں پہلے ایک خدا کی دعوت دو اور یہ بھی بتاؤ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ مان لیں تو یہ بتاؤ کہ خدا نے دن بھر میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر اسے بھی مان لیں تو یہ بتاؤ کہ خدا نے زکوٰۃ بھی فرض کی ہے جو بستی کے سرمایہ داروں سے لے کر غریبوں میں تقسیم کر دی جائے۔ اگر وہ اسے بھی مان لیں تو ان سے کہو کہ زکوٰۃ میں عمدہ اور نفیس مال لینے سے بچیں اور مظلوم کی بد دعا سے بچیں۔ اس لئے کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گورنر اور قاضیوں کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے ایسے لوگوں میں قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں جو مجھ سے زیادہ عمر دراز اور تجربہ کار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم جاؤ انشاء اللہ خدا تمہاری زبان میں استقامت اور دل میں صحیح کام کی توفیق پیدا فرما دے گا۔ بلاشبہ رسول اللہ ؐ کے یہ گورنر، قاضی اور وفود اس امانتِ رسالت کو بخیر و خوبی اٹھاتے اور انجام دیتے رہے۔ ہجری ۶ میں آپ نے مختلف علاقوں میں بکثرت وفود روانہ فرمائے۔ صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے شاہانِ عالم کے ہاں قاصد روانہ کئے بعض اوقات ایک ہی دن میں مختلف علاقوں کی طرف ۶، ۶ قاصد اور مبلغ روانہ کئے۔

دربارِ حکومت میں پہنچ کر ان مبلغین نے انہی کی زبان میں گفتگو کی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پہنچایا۔ تاریخ کا طالب علم جانتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے قیصر، بصرہ کے حاکم، دمشق کے فرمانروا حارث بن ابی شمر کی طرف اپنے قاصد روانہ فرمائے۔ مقوقس مصر کو بھی دین کی دعوت دینے کے لئے ایک قاصد کے ذریعہ نامہ مبارک ارسال فرمایا۔ ان کے علاوہ فارس کے کسریٰ، بحرین کے منذر بن ساوی کو تبلیغی خطوط روانہ کئے۔ اور عمان، یمامہ جیسی ریاستوں کے متعلقہ گورنروں اور حبشہ کے نجاشی کے پاس بھی دین کی دعوت پہنچانے کے لئے قاصد روانہ فرمایا۔

یہ تمام قاصد دربار میں پہنچ کر بادشاہ کے اور قبیلوں کے سرداروں کے سوال کا جواب بھی دیتے۔ اور ان کے سامنے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت کی روشنی میں دین کی حقیقت، اسلام کا مقصد اور اس کے محاسن کی تفصیل سے بیان کرتے۔ آپ کا یہ طریقہ بھی تھا کہ ابھی ابھی مسلمان ہونے والوں میں ان کی تربیت کے لئے کسی کو امیر مقرر فرما دیتے اور ایسے جان کار افراد بھی مہیا فرماتے جو انہیں تعلیم بھی دیتے اور مسائل بھی بتاتے۔

فتح مکہ (فتح مبین) ۷۔ ۸ھ میں جب قریش نے بدعہدی کی اور صلح توڑ دی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں تمام مسلم قبائل کو مدینہ منورہ میں جمع کیا۔ اور دس ہزار مجاہدین اسلام کو لے کر مکہ کی طرف روانہ

ہوگئے۔ مکہ فتح فرمایا۔ بت پرستی کا خاتمہ کیا۔ پھر ہزاروں مسلمانوں کے مجمع میں آپ نے وعظ فرمایا اور تمام دشمنوں کو معاف کردیا۔ اسی وعظ میں آپ نے بہت سے احکام بھی بیان فرمائے۔ مثلاً کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ دو مختلف مذہب کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ عورت اور اس کی چچی یا پھوپھی کو ایک ساتھ نکاح میں نہ رکھا جائے۔

وعظ کے بعد صحابہ اسی مجلس میں آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی ہوئے۔

بلاشبہ فتح مکہ اسلامی تاریخ کا انتہائی زبردست اور اہم واقعہ ہے۔ جسے ایک جم غفیر نے نقل کیا ہے۔ اور آپ کا وہ تاریخی خطبہ بھی صحابہ کرام کے ذریعہ دور دراز علاقوں تک پہنچا۔ اور ابھی ابھی مسلمان ہونے والوں نے آپ کی دعوت کے بہت سے گوشے اپنے قبیلے، خویش و اقارب اور پڑوسیوں تک پہنچایا ہے۔ یہ فتح بھی حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی حفاظت کا ذریعہ ثابت ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج ۹۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ ہجری ۱۰ میں مکہ تشریف لائے اور صحابہ کے ساتھ اپنی زندگی کا آخری حج ادا فرمایا۔ اس وقت آپ کے ساتھ ۹ ہزار صحابہ تھے۔ آپ نے اس لشکر جرار کے ساتھ عرفات میں قیام فرمایا۔ اور انتہائی بلیغ خطبہ دیا۔ جس میں مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت۔ امانت ادا کرنے کی تاکید۔ سود کی حرمت۔ عہدِ جاہلیت کے خونِ ناحق کا خاتمہ اور غلط رسم و رواج ترک کردینے کا ذکر ہے۔ آپ نے اس خطبہ میں زن و شوہر کے حقوق۔ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی اور وارث کو وصیت سے محروم رکھا ہے۔

بلاشبہ آپ کا یہ خطبہ مختلف قبائل کے قبول اسلام اور حدیث کی نشر و اشاعت کا اہم سبب بنا۔ اس لئے کہ اس خطبہ کو سننے والے بے شمار صحابہ تھے جن کے ذریعہ آپ کا یہ پاک ارشاد چار دانگ عالم میں پہنچا۔ اور سننے والوں نے بھی آپ کے اس ارشاد پر پورا پورا عمل کیا۔ آپؐ نے اخیر میں فرمایا۔

"الا ھل بلغت، اللھم فاشھد فلیبلغ الشاھد الغائب"

لوگو! کیا میں نے تم تک پیغام پہنچا دیا، خدایا تو گواہ رہنا۔ جو لوگ یہاں حاضر ہیں وہ دوسروں تک سب باتیں پہنچا دیں۔

حجۃ الوداع اور فتح مکہ کے بعد وفود کی آمد مکہ فتح ہو جانے کے بعد عرب کے گوشے گوشے سے مختلف وفود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اسلام کے پرچم تلے آنے لگے۔ یہ وفود مسلسل آتے اور حجۃ الوداع کے بعد تو ان کی آمد میں اور اضافہ ہوگیا۔ آپ آنے والوں کا خیر مقدم فرماتے۔ انہیں اسلام کی تعلیم دیتے اور اپنے گراں بہا ارشاد و نصیحت کا توشہ بھی ساتھ کر دیتے۔ ان وفود میں بعض ایسے بھی تھے جو چند دن قیام کرکے دین کے سیکھنے اور دینِ حنیف کی نشر و اشاعت کے لئے اپنے قبیلے میں واپس چلے جاتے۔ انہی میں حضرت ضمام بن ثعلبہ کا وفد

بھی منظا جس کی بدولت ان کا پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔ ان کے علاوہ وفد بنو حنیفہ۔ وفد عبدالقیس، وفد طی۔ وفد کندہ۔ وفد ازد شنوئۃ اور شاہان حمیر کے قاصدوں کا وفد بھی ہے۔ جو نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ دین سیکھنے کے لئے آپ کے پاس وفد بھی بھیجتے رہے۔ آپ نے خط کے ذریعہ انہیں اطلاع بھی دی کہ ہمیں آپ کے مسلمان ہونے کا علم ہے اور خدا کی اطاعت کے ساتھ دین پر قائم رہنے کی تلقین بھی فرمائی۔

اس نامہ مبارک میں آپ کی اور بھی وصیتیں شامل ہیں۔ اسی طرح وفد ہمدان۔ وفد تجیب۔ وفد ثعلبہ۔ وفد بنو اسد اور بہت سے دوسرے دوسرے وفود ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان وفود کی آمد کو خیر و برکت کا باعث سمجھتے۔ ان کی عزت فرماتے اور انہیں دین سکھاتے۔ یہ لوگ بھی آپ سے بہت سی باتیں دریافت کرتے اور آپ انہیں جواب مرحمت فرماتے اور یہ وفود آپ کے ساتھ عبادت میں بھی شامل رہتے۔

یہ اجمالی تذکرہ دراصل حدیث کی حفاظت اور نشر و اشاعت پر ایک سرسری نظر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو تدوین حدیث اور اس کی حفاظت کا کتنا خیال تھا۔ اسلام آپ کی زندگی میں پھیلا اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام عرب پر چھا گیا قرآن و سنت سے لوگوں کے سینے معمور ہوگئے۔ جیسا کہ قرآن کا ارشاد ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کردیا اور میں نے اپنا انعام تام کیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کیلئے پسند کیا

حدیث صحابہ اور تابعین کے عہد مبارک میں

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلامی شریعت کا سرچشمہ کتاب و سنت تھے آپ پر وحی نازل ہوتی تو اسے فوراً لوگوں تک پہنچا دیا کرتے تھے بلکہ اس کی غرض اور مقصد بھی بیان فرما دیا کرتے۔ آپ کی ذات گرامی ہر معاملہ میں پوری امت کے لئے مرجع تھی۔ امور قضا ہوں یا افتاء کی۔ اقتصادی سیاسی اور فوجی تنظیم ہو یا کچھ اور آپ ہر مسئلہ کا حل صحابہ کے سامنے کتاب اللہ کی روشنی میں فرماتے تھے۔ اگر کتاب اللہ میں مسئلہ کا حل مل گیا تو فیصلہ فرما دیا۔ ورنہ عقل سلیم سے غور کرکے اجتہاد فرمالیا۔ یا پھر خدا کی منشاء جاننے کے لئے وحی کا انتظار بھی فرمالیا۔ تو آپ کے اجتہاد کی توثیق و تائید کے لئے وحی نازل ہوتی تھی۔ اس لئے کہ خدا اپنے پیغمبر کو غلطی پر قائم نہیں رکھتا۔

چند برسوں کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ اور وحی کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔ اب امت کے سامنے کتاب اللہ ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ و سنتی"

میں تم میں دو باتیں چھوڑے جارہا ہوں اگر تم نے ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ دوسری میری سنت ہے۔

صحابہ کرام نے بھی خدا کے حکم کی تعمیل میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری مضبوطی سے تھامے رکھا۔

قرآن کا حکم یہ ہے۔

"ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا"

رسول تمہیں جو کچھ دیں لے لو اور جس سے منع کریں باز آجاؤ۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔

ترجمہ: قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جھگڑا نہ ہو یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرلیں پھر آپ کے تصفیہ سے دل میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کرلیں۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون۔

خوشی سے اللہ اور رسول کا کہنا مانو کہ تم رحم کئے جاؤ گے۔

ایک مسلمان کے لئے آپ کی دعوت پر لبیک کہنا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی واجب تھی اور آپ کے وصال کے بعد بھی۔ چنانچہ صحابہ نے خدا کے حکم کی تعمیل آں حضرت کی زندگی ہی میں کر کے بتادی اور انتہائی اخلاص کے ساتھ قرآن کریم کے ہر حکم کو اپنے اوپر نافذ کیا۔ اور جان ومال سے شریعت مطہرہ کی حفاظت بھی کی اور آپ کے وصال کے بعد آپ کی اس وصیت کی تعمیل میں یہی مظاہرہ کیا جو آپ کی عین منشا اور خواہش تھی۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی اثر انگیز وعظ فرمایا جس سے دل دہل گئے۔ آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ ہم نے آپ سے دریافت کیا یہ تو رخصت کرنے والے انسان کا آخری وعظ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے آپ ہمیں بھی کچھ نصیحت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں ہر حال میں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور دیکھو امیر کی اطاعت کرو چاہے وہ غلام زادہ کیوں نہ ہو۔ اس لئے جو میرے بعد زندہ رہے گا بہت زیادہ فتنہ اور شورش دیکھے گا۔ ان حالات میں تم میری اور میرے ہدایت یافتہ صحابہ کرام کے طریقہ کو تھام لو اور انہیں دانتوں سے دبالو۔ اور دیکھو دین میں نئی باتوں سے بچو اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی انسان کو جہنم تک پہنچا دے گی۔

اس مبارک ارشاد کی روشنی میں صحابہ نے سنت کا بڑا اہتمام کیا اسے پوری قوت سے تھامے رکھا اور اس بدنصیبی سے محفوظ رہے۔ جس کا ذکر آنے والی حدیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آپ کا ارشاد ہے۔

یوشک الرجل متکیا علی اریکتہ یحدث بحدیث من حدیثی فیقول بیننا وبینکم

کتاب اللہ فما وجدنا فیہ من حلال استحللناہ وما وجدنا فیہ من حرام حرمناہ الا وان ما حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما حرم اللہ -

قریب ہے کہ کوئی شخص اپنی مسند پر ٹیک لگائے میری کوئی حدیث بیان کرتے کرتے یہ کہہ رہا ہوگا کہ ہمارے لئے تو بس اللہ کی کتاب کافی ہے اس میں جو چیزیں حلال ہیں ہم اسے حلال سمجھتے ہیں اور جو حرام ہیں انہیں حرام سمجھتے ہیں۔ خبردار جس طرح خدا نے بہت سی چیزیں حرام قرار دی ہیں اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بہت سی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے -

یہی نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنت کی حفاظت کے لئے بڑا زبردست موقف اختیار کیا اور غلط سمجھنے والوں کو معقول جواب بھی دیا ہے۔ جیساکہ حضرت ابونضرۃ حضرت عمران بن حصین سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کوئی سوال کیا آپ نے اسے بیان فرما دیا۔ اس آدمی نے کہا۔ اللہ کی کتاب کے علاوہ کسی اور کی بات مت کہو۔ حضرت عمران نے کہا تم بڑے نادان ہو۔ اچھا یہی بتادو کہ قرآن نے ظہر کی چار سری رکعتوں کا کہیں ذکر ہے۔ اسی طرح آپ نے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا کہ اس کا بھی تفصیلی تذکرہ قرآن میں تمہیں نہیں ملے گا۔ اللہ کے بندے کتاب اللہ نے تو اس کا اجمالی ذکر کیا ہے۔ اور حدیث اس کی تفسیر و تشریح ہے -

ایک شخص نے مشہور تابعی حضرت مطرف بن عبداللہ سے کہا۔ قرآن کے علاوہ اور کوئی بات مت کرو مطرف نے کہا ہم قرآن کا بدل نہیں چاہتے بلکہ ہم تو اس ذات کو چاہتے ہیں جو قرآن پاک کا سب سے زیادہ علم رکھتی ہے -

آئندہ صفحات میں کتاب وسنت کے سلسلہ میں صحابہ کرام کے بارے میں احتیاط کو ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ کریں کہ صحابہ کرام نقل حدیث میں کس قدر احتیاط کرتے تھے -

رسول اللہ کی اتباع اور صحابہ و تابعین

قرن اول کے مسلمانوں نے قرآن کریم کی آیت " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ" پر لبیک کہا۔ رسول اللہ کی اتباع میں کھو گئے۔ اور آپ کے نقش قدم پر چل پڑے جس کی جھلکیاں زندگی کے مختلف دور میں نظر آتی ہیں - یہ یار با صفا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جو لشکر اسامہ کی روانگی پر مصر ہیں۔ اور ایسے وقت میں بھی اسے روکنا نہیں چاہتے جب کہ امیر المومنین کو ایک ایک سپاہی کی سخت ضرورت ہے۔ اور فرما رہے ہیں کہ بخدا میں اس مہم کو ہرگز ختم نہیں کروں گا جس کا فیصلہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں فرمایا ہے۔ اور حضرت خالد بن ولید کو مرتدین سے مقابلہ کرنے کے لئے جھنڈا سپرد کرتے ہوئے فرمایا۔

خالد میں نے پیغمبر اسلام سے سنا ہے کہ:-

لانعم عبداللہ واخوالعشیرۃ خالد بن ولید سیف من سیوف اللہ سلہ اللہ علی الکفار والمنافقین " خالد خاندان کے اچھے فرزند اور خدا کے بہترین بندے ہیں جو خدا کی طرف سے مشرکین و منافق

کے لئے تیغ بے نیام ہیں۔

حضرت فاطمہ رضہ والد کے مال میں اپنا حصہ طلب کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:۔

"ان اللہ عزوجل اذا اطعم نبیا طعمۃ ثم قبضہ جعلہ للذی یقوم بعدہ فرأیت ان اردہ علی المسلمین"

اگر خدا کسی نبی کو چند لقمے عطا فرمائے پھر اس کا وصال ہو جائے تو اس کے اسباب کا ذمہ دار وہ ہو گا جسے جانشین بنایا گیا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ متروکہ اسباب تمام مسلمانوں کو لوٹا دوں۔

حضرت فاطمہ رضہ نے فرمایا۔ اس معاملہ کو آپ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ جو مناسب ہو کیجئے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم آپ نے اپنی زندگی میں جو عمل کیا ہے میں اسے کسی حال پر نہیں ترک کروں گا اگر میں نے کچھ بھی نظر انداز کیا تو یہ دل کا ٹیڑھ ہو گا۔

مسیلمہ کذاب اور اس کا پورا قبیلہ جب مرتد ہو گیا تو وہ ابوبکر ہی تھے جو جنگی تیاریوں میں مصروف تھے۔

حضرت عمر رضہ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد دلایا۔ ابوبکر آپ جنگ کی بات کر رہے ہیں حالاں کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام سے فرماتے سنا ہے کہ:۔

"امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوا ھا عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ"

ترجمہ:۔ مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک وہ لاالہ الا اللہ نہ کہہ لیں جب وہ کلمہ گو ہو جائیں تو ان کی جان و مال سب محفوظ ہوں گے بجز اسلامی حق قائم ہو گا۔ اور ان کا حساب خدا پر ہو گا۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر نے فرمایا۔ عمر! قسم بخدا میں تو آج نماز اور زکوٰۃ میں بھی تمیز نہیں کروں گا۔ میں تو نماز اور زکوٰۃ میں کوتاہی کرنے والوں سے جنگ کروں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے ایسے لوگوں سے حضرت ابوبکر کے ساتھ جنگ کی۔ اور ہمیں اسی میں حق نظر آیا۔

تحریر: سید نفیس الحسینی

شیخ المشائخ

حضرت اخوند عبد الغفور صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ

مجاہد و غازی، شیخِ طریقت

۱۲۰۹ھ ——————— ۱۲۹۵ھ

قطب العارفین غازیِ اسلام حضرت اخوند عبد الغفور صاحب سوات نور اللہ مرقدہٗ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی ولادت با سعادت ۱۲۰۹ھ ۱۷۹۴ء میں ہوئی۔ آپ تیرھویں صدی ہجری کے رجالِ عظیم میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ایک صاحبِ فیض و نامور شیخ خانقاہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک صاحبِ شمشیر و علم مجاہدِ اسلام بھی تھے۔ آپ کی حیاتِ مبارک جہاد بالسیف اور جہاد بالنفس کا عظیم الشان مرقع تھی۔

آپ امیر المومنین، امام المجاہدین، مجدد الاسلام حضرت سید احمد شہیدؒ (ش ۱۲۴۶ھ ۱۸۳۱ء) کے معاصرین میں سے تھے۔ ابتدا میں ان کے بعض خفیہ جنگی مشوروں میں بھی شریک رہے۔ حضرت سید صاحب کی شہادت کے بعد ان کی جماعت مجاہدین کے شانہ بشانہ فرنگی فوج سے برسرِ پیکار رہے۔ اور میدانِ جنگ میں اس کے دانت کھٹے کر دئیے جنگِ امبیلہ ۱۲۶۳ھ میں آپ کے کارہائے نمایاں "تاریخِ حریت" کا سنہری باب ہیں۔

حضرت اخوند صاحب حضرت خواجہ محمد شعیب تور ڈھیری کے خلیفۂ اعظم تھے جنہوں نے ۱۲۳۰ھ میں سکھوں کی فوج سے لڑتے ہوئے میدانِ جہاد میں جامِ شہادت نوش کیا تھا۔ لہٰذا ذوقِ جہاد و سرفروشی مرشد عالی مقام ہی سے پایا تھا۔ بعد میں حضرت سید احمد شہید کی صحبتِ بابرکت میسر آئی تو وہ سونے پر سہاگے کا کام کر گئی۔

حضرت خواجہ محمد شعیب کی شہادت کے بعد آپ نے دریائے سندھ کے کنارے ایک چھوٹے سے گاؤں "بیلی" میں سکونت اختیار فرمائی۔ جو قلعہ ہنڈ کے پاس واقع تھا۔ مسلسل بارہ سال تک آپ وہاں زہد و ریاضت میں مشغول رہے اسی زمانے میں حضرت سید احمد شہیدؒ کا ورود مسعود اس علاقے میں ہوا۔ حضرت اخوند صاحب بھی ان کے کمالات عرفانی سے متاثر ہو کر ان کے دامنِ صحبت سے وابستہ ہوئے حتیٰ کہ خاصانِ بارگاہ میں شامل ہو گئے۔ اور جہاد کے خفیہ مشوروں میں شریک ہونے لگے۔ خادے خاں رئیس ہنڈ بھی جو حضرت اخوند صاحب سے عقیدت رکھتا تھا حضرت سید احمد شہیدؒ کی خدمت میں مخلصانہ حاضر ہونے لگا۔

جب حضرت سید احمد شہیدؒ نے سکھوں کے خلاف قلعہ اٹک پر حملے کا خفیہ پروگرام بنایا تو حضرت اخوند صاحب اس مشورہ میں شامل تھے۔ انہوں نے خان ہنڈ کو حضرت سید صاحب کا مخلص سمجھتے ہوئے یہ راز بتا دیا۔ لیکن خان ہنڈ بدطینت آدمی تھا۔ اس نے لالچ میں آکر سکھوں کو قبل از وقت خبردار کر دیا۔ اٹک کے جو مسلمان شہر اور قلعے کو مجاہدین کے حوالے کر دینے کی تیاریوں میں شریک تھے انہیں خوفناک سزائیں جھیلنی پڑیں اور پنجاب پر کامیاب اقدام کی سکیم ابتدائی مراحل ہی میں ناکام ہوگئی۔ حضرت اخوند صاحب خادے خان کی غداری سے ایسے بددل ہوئے کہ "بیکی" کی سکونت ترک فرمادی اور کسی دوسرے مقام پر چلے گئے۔ اور ایک عرصہ تک بالکل ہی گوشہ نشین رہے۔

۱۲۵۱ھ ۱۸۳۵ء میں حضرت اخوند صاحب نے امیر دوست محمد خان والی کابل کے شانہ بشانہ شیخان کے مقام پر سکھوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ اس جہاد کے بعد آپ وادی سوات میں رونق افروز ہوئے اور موضع سپل بانڈی میں قیام فرمایا۔

۱۲۶۱ھ ۱۸۴۵ء میں سپل بانڈی کو چھوڑ کر آپ نے سیدو میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ سیدو شریف میں مقیم ہونے کے بعد آپ کی شہرت صوبہ سرحد اور افغانستان کی حدود اور سرحدوں سے بھی آگے بڑھ کر ایران، عراق اور شام تک پہنچ گئی۔ دور دراز کے قبائلی علاقوں سے اب ہر قبیلے کے لوگ جوق در جوق سیدو شریف میں آنے لگے نہایت قلیل عرصہ میں آپ نے سوات کو جہل اور بدعت کی آلائشوں سے پاک کر دیا۔ اخلاقی اصلاح کا سلسلہ سوات میں شروع ہوگیا۔ (تاریخ سوات ص ۷۹)

تجدید دین اور پٹھانوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اخوند صاحب استبداد کے اس عالمگیر سیلاب کی تباہ کاریوں سے بھی غافل نہیں تھے۔ جو انگریزی حکومت کے روپ میں سارے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے اب آزاد قبائلی علاقے کی طرف بڑھتا آرہا تھا۔ ۱۲۶۶ھ ۱۸۴۹ء میں جب انگریزوں نے پشاور پر بھی قبضہ کر لیا تو حضرت اخوند صاحب کو سوات اور ملحقہ علاقوں کے بچاؤ کی فکر دامن گیر ہوئی۔ آزادی اور تہذیب کے تحفظ کی خاطر آپ نے ایک مضبوط شرعی حکومت قائم کرنے کی کوششیں شروع کیں۔ چنانچہ مسلسل جدوجہد کے بعد آپ نے سوات اور دیر کے عمائدین کا ایک اجلاس سیدو شریف میں طلب فرمایا۔ اس اجلاس میں دیر اور باجوڑ کے سرکردہ افراد بھی موجود تھے اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

آپ لوگوں کو آنے والے خطرات سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ شرعی حکومت کا قیام

ایک وقتی ضرورت ہی نہیں بلکہ یہ تو ایک قومی اور مذہبی فریضہ بھی ہے۔ برٹش اقتدار کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم منظم اور متحد ہو جائیں۔ ہمیں اپنے خانگی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہونا چاہئے۔ اور دشمن کے مقابلے میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا چاہئے۔ ان اغراض و مقاصد کے لئے ہمارے پاس حکومت شرعی سے عمدہ ذریعہ اور کوئی نہیں ہے جس کے ذریعے ہم متحد ہو کر اپنا تحفظ کر سکیں یاد رکھو! اگر اس موقع پر آپ لوگوں نے ذرا سی بھی غفلت کی تو پھر غلامی مقدر ہو چکی ہے۔ اور اس سیاہ دیو کا لقمہ بننے سے پھر ہم بچ نہیں سکتے۔ ہمیں اپنے اعمال اور کردار کو بالکل اسلامی سانچے میں ڈھالنا چاہئے۔ خداوند کریم ہمارے ساتھ ہے"

آپ کی تقریر ایسی مؤثر اور کارگر ثابت ہوئی کہ یوسف زئی خوانین اور عمائدین فوراً شرعی حکومت کے قائم کرنے کے لئے متفق ہو گئے۔

امیر شریعت کے انتخاب کا مسئلہ پیچیدہ تھا۔ ان لوگوں نے اخوند صاحب سوات کو خود یہ منصب سنبھالنے کو کہا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ عزیزو! میری جدوجہد اس مطلب کے لئے نہیں کہ میں خود امیر بن جاؤں[1] چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے ضلع ہزارہ کے موضع ستھانہ کے سید اکبر شاہ صاحب کا نام پیش کیا۔ سید اکبر شاہ سے بھی یہ لوگ واقف تھے ان کی قابلیت اور خاندانی تقدس مسلمہ تھی۔ سید اکبر شاہ مشہور صوفی بزرگ سید علی ترمذی مشہور پیر بابا کی نسل سے تھے۔ نیز ان کے دادا سید زمان شاہ بھی اپنے وقت کے مشہور صوفی اور عابد تھے۔ خاندانی خصوصیات کے علاوہ خود ان کی شخصیت بھی قبائل میں جانی پہچانی تھی۔ سید اکبر شاہ کافی عرصہ حضرت سید احمد بریلویؒ کے معتمد خصوصی رہ چکے تھے۔ لہٰذا ایک مدبر سیاست دان بھی تھے۔ چنانچہ سید اکبر شاہ کو ہی امیر شریعت منتخب کیا گیا۔ صاحب

---

[1] سیرت سید احمد شہید میں اکبر شاہ صاحب کا تعارف حسب ذیل ہے۔

سید اکبر شاہ ابن سید شاہ گل ابن سید ضامن شاہ سید علی ترمذی غوث بنیر اولاد میں سے تھے پکھلی اور ہزارے کا بڑا حصہ ان کے خاندان کا معتقد اور مخلص تھا۔ اور ان کی قرابتیں ہزارے کے سادات اور وہاں کے خوانین و رؤسا نامدار میں تھیں۔ یہ خاندان سخاوت، شجاعت، اخلاص و للہیت اور استقامت و استقلال میں سارے علاقے میں ممتاز تھا۔ سید صاحب اور ان کی دعوت و تحریک کے ساتھ اس خاندان نے اخیر تک وفاداری اور شیفتگی اور ایثار و قربانی کا ایسا ثبوت دیا جس کی نظیر صوبہ سرحد کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ منظورۃ السعداء میں ہے۔

"اخلاق کریمہ ایں سادات خصوصاً سید اکبر شاہ بیرون از بیان است اخلاص و وفا از ابتداء (باقی اگلے صفحہ پر)

سوات نے خود سب سے اول سید اکبر شاہ کی بیعت کی۔ موضع غالیگی کو دارالخلافہ قرار دیا گیا۔ اس طرح حضرت صاحب سوات کی جد و جہد سے سوات کی پہلی شرعی حکومت قائم ہوگئی۔
افسوس کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے صرف ایک سال پہلے ۱۸۵۶ء میں سید اکبر شاہ صاحب کی وفات پر شرعی حکومت ختم ہوگئی۔ ایک انگریز مصنف سر ہربرٹ ایڈورڈ لکھتا ہے۔

"اگر سوات کی شرعی حکومت اور مجاہدین قبائل کا سربراہ سید اکبر شاہ زندہ ہوتا تو ۱۸۵۷ء کی جنگ کا نقشہ کچھ اور ہوتا" (تاریخ سوات ص ۸۰ تا ۸۲)

جنگ امبیلہ | ستھانہ حضرت سید احمد شہید اور ان کے مجاہدین کا اہم مرکز تھا اور سادات ستھانہ مجاہدین سے وابستہ تھے۔ انگریز، مجاہدین کے مراکز پنجتار، ستھانہ اور منگل تھانے کو تباہ و برباد کرنا چاہتے تھے۔ جب سادات ستھانہ اور اتمان زئیوں میں اختلاف پیدا ہوا اور سادات کے سرکردہ سید عمر شاہ شہید ہوئے تو سادات نے ملکا کو اپنا مرکز بنا لیا۔ یہ مقام ستھانہ سے ۲۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ مجاہدین بھی ملکا کو محفوظ مقام سمجھ کر وہاں پہنچ گئے۔ مولانا عبداللہ امیر المجاہدین تھے۔ سید عمر شاہ کے بعد ان کے بھتیجے سید مبارک سادات ستھانہ کے قائد قرار پائے۔ اتمان زئیوں نے انگریزی حکومت کو حالات سے باخبر کر دیا۔ انگریزوں نے مجاہدین و سادات کے اس مرکز کو

حاشیہ بقیہ صـ ... "تا انتہار یکساں خورند" وقائع میں ہے:
سید اکبر شاہ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کا بیان کہاں تک کروں۔ جس نے ان کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت اٹھائی ہے وہ ہی خوب واقف ہے۔ کہ ایسا خوش خلق خندہ رو۔ کشادہ پیشانی حلیم الطبع سلیم المزاج سخی اور شجاع صاحب تدبیر، صاف دل، راست گفتار اور حضرت علیہ الرحمۃ کا مخلص بے ریا اور محب با وفا اور معتقد صادق کوئی رئیس اس ولایت میں نہ تھا۔

سید صاحب کی شہادت اور بالاکوٹ کے معرکے کے بعد پھر ستھانہ مجاہدین کی پناہ گاہ اور سارے ہندوستان پر جہاد و دعوت کا صدر مقام تھا۔ اور یہی سادات ستھانہ ان عالی حوصلہ مجاہدین اور غریب الوطن مہاجرین کے اعوان و انصار تھے۔ رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ الخ (حاشیہ صـ ۱۶۵)
سید موصوف چھ بھائی تھے۔ سید اعظم، سید عمر، سید عمران، سید اصغر، سید مدار یہ سب اور ان کی والدہ کا ہی حضرت امیر المومنین سید احمد شہیدؒ سے تعلق بیعت و ارادت رکھتے تھے۔ (سیرۃ احمد شہید صـ ۱۶۶ مولفہ مولانا ابوالحسن علی ندوی)

تاخت و تاراج کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ادھر سادات اور مجاہدین نے بھی مل کر مدافعت کا پورا پورا انتظام کیا اور جہاد کا اعلان عام کر دیا۔ (تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۵۵ بحوالہ کتاب یوسف زئی ص ۴۲۵)

۱۲۸۰ھ ۱۸۶۳ء میں جب ضلع مردان کے جنوبی علاقوں میں انگریزی فوج نے نقل و حرکت شروع کی تو امیر المجاہدین مولانا عبداللہ صاحب نے ضلع مردان کے سرکردہ خوانین کو خطوط لکھ کر اس خطرے سے خبردار کیا۔ اسی سلسلے میں ایک خط حضرت اخوند صاحب سوات کی خدمت میں بھی بھیجا گیا۔ جس میں آپ کی بزرگانہ عظمت اور دینداری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں فضیلت اور برتری عطا کی ہے۔ فرنگی جنگ کے ارادے سے فوج کے ساتھ ہماری طرف آرہے ہیں۔ ان کا ارادہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کا ہے۔ دربند، تربیلہ اور امب میں ان کے لشکر موجود ہیں۔ بہت سے خوانین اور رؤسا فرنگیوں کے ساتھ اپنے اخلاص کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کی حمایت و رفاقت نہ صرف آپ پر بلکہ تمام کلمہ گویوں اور دین حق کے خیر خواہوں پر فرض ہے۔ آپ کو چاہئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خاطر شاہزادہ مبارک شاہ کی حمایت کریں۔ دین کی عزت کا پاس مومنوں کے لئے ہے۔ خدا کی بارگاہ سے اس نیکی کی جزا ملے گی۔ اگر مسلمان دین کی عزت کا پاس نہ کریں گے تو دشمنوں کے ہاتھ سے سخت تکلیفیں اٹھائیں گے۔

حضرت اخوند صاحب نے یہ مکتوب پڑھ کر فرمایا۔ اس وقت بے شک مذہبی جنگ درپیش ہے۔ شہزادہ مبارک شاہ مومنوں کا سردار ہے۔ امارت اس کی مسلّم ہے اور سادات پہلے ہی سے سرداری کے منصب پر فائز چلے آتے ہیں۔ (سرگذشت مجاہدین ص ۳۲۵، ۳۲۶)

---

۱۸ اکتوبر ۱۸۶۳ء ۱۲۸۰ھ کو جنگ امبیلہ کا آغاز ہوا۔ جنرل چیمبرلین انگریزی فوجوں کا سپہ سالار تھا۔ مجاہدین بڑی جانبازی، شجاعت اور بہادری کے ساتھ لڑے۔ مجاہدین اور انگریزی فوجوں میں دس بارہ معرکے بڑے زور کے ہوئے۔ حضرت اخوند صاحب کو اس جنگ کی اطلاع خط کے ذریعے پہلے ہی دی جا چکی تھی۔ انہوں نے اپنے علاقے میں جہاد کا اعلان عام کر دیا۔ اور اپنے معتقدین کو حکم دیا کہ ہر شخص ہتھیار اور کھانے پینے کا سامان لے کر فوراً میدان جنگ میں پہنچ جائے۔ اخوند صاحب نے سیدو شریف سے روانہ ہو کر ملینگورہ میں قیام کیا۔ اور وہاں نماز جمعہ کے بعد ایک خطبہ دیتے ہوئے جہاد کی اہمیت اور فضائل بیان کئے۔ اور اسی خطبے میں اعلان کیا کہ اگر انگریز اس علاقے پر قابض ہو گئے تو میں اس ملک کو چھوڑ کر ہجرت کر جاؤں گا۔ (تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۵۷)

انگریزوں کو سب سے بڑھ کر اندیشہ یہ تھا کہ کہیں اخوند صاحب سوات مجاہدین کا ساتھ دینے کے لئے تیار

نہ ہو جائیں۔ بونیر وسوات یا دوسرے خطوں اور میدانی علاقے ہیں ان کا اثر رسوخ بہت زیادہ تھا۔ اخوند صاحب ہم گیر قبائلی ہیجان کو دیکھ کر خاموش نہ بیٹھ سکتے تھے۔ چنانچہ وہ بھی موقع پر پہنچ گئے۔ اور ان کی وجہ سے قبائلی جوش و خروش میں مزید تندی اور تیزی پیدا ہو گئی۔ (سرگذشت مجاہدین ص ۳۳)

مجاہدین اور انگریزی فوجوں کے درمیان تین معرکے ہو چکے تھے کہ حضرت اخوند صاحب سنہ ۲۹ اکتوبر ۱۸۶۳ء کو چار ہزار پیادہ سر فروش اور ایک سو بیس سواروں کے دستے کے ساتھ محاذ جنگ امبیلہ پہنچ کر وہاں کی مسجد میں قیام فرمایا۔ امیر المجاہدین مولانا عبداللہ صاحب اور شہزادہ مبارک شاہ صاحب نے آپ سے مسجد میں ملاقات کی۔ جماعت مجاہدین کے عقائد کے بارے میں انگریزوں اور ان کے بدنہاد حامیوں نے پورے علاقہ میں چونکہ بہت گمراہ کن پروپیگنڈہ کر رکھا تھا۔ اس لئے امیر المجاہدین مولانا عبداللہ نے اخوند صاحب سے ملاقات کرتے ہی نہایت دلفگاری سے عرض کیا۔ کہ سب سے پہلے آپ میرے عقائد سن لیجئے تاکہ میرے مذہب کی حقیقت آپ پر واضح ہو جائے۔ ان کے عقائد سن لینے کے بعد اخوند صاحب نے فرمایا کہ اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہیں آپ کو اپنا فرزند سمجھتا ہوں اور ہر وقت آپ کا خیر خواہ ہوں پھر محبت سے گلے لگا کر فرمایا کہ آج میرے اور آپ کے ناموس پر حملہ ہوا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم مل کر انگریزوں سے لڑیں۔ (تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۵)

انگریزوں نے مجاہدین کے عزم و استقلال کو دیکھا تو محسوس کر لیا کہ مجاہدین سے توپ و تفنگ سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا انھوں نے مکاری، فریب اور پھوٹ ڈالنے کے حربوں سے کام لینا شروع کیا۔ انہوں نے باجوڑ، دیر اور بونیر کے خوانین کو خرید لیا۔ ان کے قبائلیوں نے ہمت ہار دی اور واپس جانے لگے۔ اسی اثنا میں انگریز کمشنر نے ایک خط میں حضرت اخوند صاحب کو بھی لکھا کہ:

"آپ کیوں لوگوں کو ناحق قتل کرا رہے ہیں، برطانیہ کی طاقت بہت بڑی ہے یہ لوگ ان کے نئے آلات حرب کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ درویش ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ گوشہ نشینی اختیار فرمائیں۔ ہم تو صرف مجاہدین کو ملک سے نکالنا چاہتے ہیں"

حضرت اخوند صاحب نے کمشنر کو جواب میں لکھا کہ:

"بے شک آپ قوی ہیں۔ لیکن آپ سے بھی زیادہ ایک قوی اور منصف ہستی موجود ہے۔ جس نے اصحاب فیل کو ابابیلوں سے تباہ کرایا، نمرود کو مچھر سے ہلاک کرایا۔ بلاشبہ میں فقیر ہوں۔ آپ کیوں بار بار فقیروں پر چڑھائی کرتے ہیں یہ طرز عمل آپ کی حکومت کی شان کے خلاف ہے" (تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۸)

۲۰ دسمبر ۱۸۶۳ء کو انگریزی فوج اور مجاہدین کے درمیان ایک خونریز معرکہ ہوا۔ لیکن باجوڑ، دیر اور بونیر کے خوانین کی بے وفائی سے انگریزوں کو تقویت حاصل ہوگئی۔ اور وہ شکست فاش سے بچ گئے۔ اسی جنگ میں بظاہر ان کا پلہ بھاری نظر آرہا تھا۔ انگریزوں نے کئی بار حضرت اخوند صاحب کو ہتھیار ڈالنے کے پیغام بھیجے لیکن آپ نے ہر بار انکار کیا اور فرمایا:

"ہم تو خدا کی راہ میں جہاد کرنے نکلے ہیں لہٰذا شہید ہو جائیں گے۔ ہمارے لئے شہادت سے زیادہ کوئی سعادت ہی نہیں ہے۔ ہم ملک گیری یا دنیاوی مفاد کے لئے نہیں لڑتے اپنے وطن کی حفاظت اور فطری حقِ آزادی کے تحفظ کے لئے لڑنا تو ہمارا فرض ہے خدا ہمارے ساتھ ہے۔"

اخوند صاحب ایک چٹان پر مورچہ بنائے ہوئے [illegible] تھے۔ امبیلہ کے محاذ پر ہندوستانی مجاہدین اور چند عقیدت مند صاحبِ سوات کے گرد حلقہ باندھے ہوئے بے سروسامانی کے عالم میں لڑ رہے تھے۔ اس معرکے میں جانباز مجاہدین انجام سے بے نیاز ہو کر پوری بے جگری اور مردانگی سے برٹش فوجوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ قبائلی پٹھانوں نے بے سروسامانی کے عالم میں گوریلا جنگ کے وہ جوہر دکھائے کہ انگریزوں کا فاتحانہ غرور خاک میں مل گیا۔ پہلے حملے میں برطانوی فوج جو تربیت یافتہ تھی اور ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس تھی ایسی منہ کی کھانی پڑی کہ بقول ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر "آگے بڑھنا ناممکن تھا اور پیچھے ہٹنا شکست سے بدتر"

("تاریخ سوات، محمد آصف خان، ص ۳۳۸ تا ۳۴۹ ملخصاً)

مجاہدین اگرچہ دشمن کے مقابلے پر بہت تھوڑے تھے تاہم وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح استوار کھڑے تھے انگریزی فوجیں نمودار ہوئی تو مجاہدین نے پہلے ایک باڑھ ماری پھر ہر طرف سے توپیں اور بندوقیں آگ اگلنے لگیں۔ پورا میدان دھوئیں سے تیرہ و تار ہوگیا۔ مجاہدین نے تلواریں علم کیں اور دشمن پر ٹوٹ پڑے ان کی مثال وہی تھی جیسے پروانے شمع پر گرتے ہیں۔

بہرحال مجاہدین نے راہِ حق میں اس طرح جانیں دیں کہ اخوند صاحب سوات کوتل پر بیٹھے اس منظر کی تاب نہ لاسکے اور بے قراری سے ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ ہر ایک سے کہتے کہ جاؤ ان بہادروں کی امداد کرو۔ اور کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے

الٰہی بدہ فتح اسلام را بکن غرق خصمِ بدانجام را

مجاہدین سب کے سب شہادت سے سرفراز ہوئے۔ مجاہدین نے اپنے خونِ حیات سے امبیلہ کے میدان میں

جو نقش مرتسم کیا وہ زمانے کی گردش سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا اور ان شاءاللہ تا قیامت محفوظ رہے گا۔
سرگذشت مجاہدین، غلام رسول مہر صہ ۳۴۱ تا ۳۴۷
بحوالہ غزائے بونیر۔ از مولانا عبدالحق صہ ۱۳۳ تا ۱۴۲

اس جنگ میں تین ہزار مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ ناقابل تسخیر صورتحال دیکھ کر ۲۷ دسمبر ۱۸۶۳ء کو انگریزوں نے مجبوراً صلح کی درخواست پیش کی۔ جسے اخوند صاحب نے مصلحت وقت کے تحت اس شرط پر قبول کر لیا کہ انگریزی فوج فوراً واپس چلی جائے۔ حضرت اخوند صاحب کے مجاہدانہ استقلال اور سرفروشی کے مضبوط عزائم نے بالآخر انگریزی فوج کو سوات اور بونیر کی سرحدوں سے نامراد واپس چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ امبیلہ کی اس لڑائی کے بعد انگریزوں کو پھر کبھی یہ ہمت نہ ہوئی کہ سوات اور بونیر کی تسخیر کے لئے فوج کشی کریں۔

مولف تاریخ سوات لکھتے ہیں:

"اگرچہ انگریزی فوج نامراد واپس ہوئی لیکن بونیر والوں کی غداری کی وجہ سے صاحب سوات ان سے کچھ افسردہ خاطر گئے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ" اگر بونیر والے غداری نہ کرتے تو انگریزوں کا انجام کچھ اور ہوتا" صہ ۹۱

حضرت اخوند صاحب سوات کی حیات مبارک امام المجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کی جماعت مجاہدین کے جذبۂ جہاد اور ذوق عمل کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔

مولف تاریخ سوات نے صاحب سوات کی زندگی کے جو پانچ مقاصد بیان کئے ہیں ان سے اس کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ وہ پانچ مقاصد حسب ذیل ہیں:

۱۔ تجدید دین اسلام اور پٹھانوں کی اخلاقی اصلاح۔
۲۔ جہل بدعات اور باطل رسومات کا انسداد۔
۳۔ سوات اور بونیر کے لئے حکومت الٰہیہ کا قیام۔
۴۔ سوات اور بونیر کو انگریزی سیلاب سے بچانا۔
۵۔ صوبہ سرحد کو انگریزی تسلط سے آزاد کرانا۔

اس میں شک نہیں کہ آپ زندگی کے مذکورہ اول چار مقاصد میں کامیاب بھی ہوئے مگر الذکر کی تکمیل کے لئے تیاریوں میں مصروف ہی تھے کہ دنیا سے کوچ کرنے کا وقت آگیا۔ اور اگر زندگی وفا کرتی تو آپ امیر شیر علی خاں (والی کابل) سے

مل کر انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنے والے تھے۔ ص۹۵

---

۷ محرم الحرام ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۷۷ء کو چوراسی سال کے شب و روز گزار کر زہد و شجاعت کا یہ آفتاب عالمتاب غروب ہوگیا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء کرام بھی جذبۂ جہاد سے سرشار رہے۔ انہوں نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیے رکھا۔ مولانا نجم الدین ہڈے مُلّا (۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء) اور مولانا عبدالوہاب صاحب پیر مانکی شریف (۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء) اس سلسلے میں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت ہڈے مُلّا اپنے مرشدِ گرامی کے وصال کے بعد ۱۸۷۷ء سے ۱۹۰۱ء تک تقریباً پچیس سال تک ان تمام لڑائیوں میں شریک رہے جو انگریزوں اور قبائلی مسلمانوں کے درمیان ہوئیں۔ پیر مانکی صاحب حضرت اخوند صاحب کے ہمراہ جنگِ امبیلہ میں شریک تھے۔ حضرت ہڈے ملا کے سلسلے میں حاجی فضل واحد ترنگ زئی (م ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء) کا نام نامی بہت ممتاز رہے۔ حاجی صاحب ترنگ زئی نے بھی جہاد کی روایت کو قائم رکھا اور عمر بھر انگریزوں کے خلاف لڑتے رہے اور ایک مجاہدِ اسلام کی زندگی بسر کی۔

برصغیر کی مشہور تحریک ریشمی رومال کے بھی آپ سرگرم کارکن اور مجاہد تھے۔ امیر تحریک حضرت شیخ الہندؒ مولانا محمود حسن صاحبؒ سے باقاعدہ آپ کا رابطہ اور راز و نیاز تھا۔ حاجی صاحب ترنگ زئی اور سنڈا کی ملّا صاحب دونوں کا تعلق حضرت شیخ الہند کی تحریک کے ساتھ تھا۔

حضرت شیخ الہندؒ کے زمانہ اسارتِ مالٹا میں تحریک ریشمی رومال کے قائد و امیر قطبِ ربّانی حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ (۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء) کے مرشدِ اول حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوری بھی حضرت اخوند صاحب سوات کے خلفاء عظام میں سے تھے۔

علاوہ ازیں اخوند صاحب سواتؒ کے چند مشہور خلفاء ہیں۔

۱۔ حضرت کربوغو ملّا صاحب
۲۔ حضرت مولانا حمید اللہ صاحب اسوٹہ
۳۔ حضرت اخوندزادہ فیض محمد معروف
۴۔ حضرت مولانا مسعود صاحب ساکن موضع نری اوبہ
۵۔ حضرت قاضی سلطان محمود صاحب اعوان شریف۔ گجرات
۶۔ حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب ہادی دہلوی۔
۷۔ حضرت شاہ فضل اللہ الہ آبادی۔ مدفون حیدر آباد دکن۔

مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب
مدرس دارالعلوم حقانیہ

حقانیہ سے ازھر تک

اہرام مصر | اہرام مصر قدیم ترین آثار میں سے ہیں۔ قدامت کے علاوہ عجیب و غریب طرز تعمیر، ہزاروں سال گذرنے کے باوجود جوں کا توں رہنے کی وجہ سے سیاحوں کی توجہات کا مرکز بنا رہتا ہے۔ سیاحوں کے علاوہ خود مصریوں کا بھی ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے۔

اہرام کا معنی و زمانہ | اہرام ہرم کی جمع ہے۔ لغت میں ہرم بوڑھے کے ہم معنی ہیں۔ مصر کے یہ قدیم مخروطی مینار زمانے کے اعتبار سے اتنے قدیم ہیں کہ یقین سے یہ معلوم نہیں کہ کب بنائے گئے ہیں۔ اس قدامت کو مدنظر رکھتے ہوئے عربوں نے اس کا نام "اہرام" یعنی پرانے مینار رکھا۔ ابتدا میں یہ مینار نہایت کثرت سے تھے صلاح الدین کے دور میں اکثر ڈھائے گئے۔ صرف تین باقی بچے ان پر ابھی اہرام کا اطلاق ہوتا ہے۔

بار بار تحقیق کرنے کے باوجود کوئی محقق اس نتیجے پر نہ پہنچ سکا کہ اس کی ابتدا کب ہوئی۔ یورپ کے آثار قدیمہ کے ماہرین نے تحقیق کی ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مینار چھ ہزار سال پہلے تعمیر کئے گئے۔ ایک عیسائی محقق نے اس کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو سو سال پہلے کی متعین کی ہے۔ تاہم اتنی بات یقینی ہے کہ یونان کی علمی ترقی سے اس کی عمر زیادہ ہے۔ کیونکہ جالینوس کی کتابوں میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

اہرام کی کمیت و کیفیت | یہ تین مینار ہیں۔ ان میں بڑے مینار کی لمبائی چار سو چھیاسی (۴۸۶) فٹ ہے۔ نیچے کے چبوترے کا رقبہ سات سو چونسٹھ (۷۶۴) فٹ ہے۔ اور مکعب آٹھ کروڑ نوے لاکھ فٹ ہے۔ بنیاد میں تیس تیس (۳۰،۳۰) فٹ لمبی اور پانچ پانچ فٹ چوڑی پتھر کی چٹانیں استعمال کی گئی ہیں۔ ان کا کل وزن اڑسٹھ لاکھ چالیس ہزار ٹن (۶۸۴۰۰۰۰) بنتا ہے۔

مختصر کیفیت یوں ہے۔ پتھر کی ان عظیم چٹانوں سے اینٹ کا کام لیا گیا ہے۔ ایک وسیع چبوترہ کی شکل میں یہ مینار قائم ہے۔ ہر تہہ سے اوپر کی تہہ تک ایسی ایک ایک چٹان کی جگہ خالی چھوڑ کر رکھی گئی ہے۔ اسی انداز سے چوٹی تک اوپر تلے چبوترے ہیں۔ چبوتروں کے بتدریج چھوٹے بڑے ہونے سے مینار نوکدار بنتا ہوا چوٹی پر جا کر ایک پتھر پر ختم ہوتا ہے

اور حیرانگی کی بات ہے کہ ان عظیم چٹانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ بڑے عرق ریزی سے جوڑا گیا ہے۔ اگرچہ قدامت اور مرور زمانہ سے بعض حصص پر تغیر و تبدل کے آثار نمایاں ہیں۔ لیکن بعض جگہوں میں وہی پرانی کیفیت موجود ہے جس میں ایک چٹان کا وصل دوسری چٹان سے ایسی مہارت سے کیا گیا ہے کہ جوڑ یا درانہ کا معلوم ہونا تو درکنار چونے یا مصالحے کا اثر بھی معلوم نہیں ہوتا۔ ان میناروں کو دیکھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کہ جر ثقیل کا یہ فن جو آج کل سائنسی اصولوں کی طفیل سے، کرین یا دوسرے مشینوں کی شکل میں موجود ہے۔ قدیم مدت میں بھی کسی خاص شکل پر قائم تھا۔ کیونکہ اتنے بڑے چٹانوں کو اتنے دور سے لاکر اتنی اونچائی پر لے جانا آخر کار بغیر اس فن کے کیسے ممکن ہے؟ اور اگر ہم جر ثقیل کا یہ فن موجودہ دور کی خصوصیت مان کر پرانے زمانہ میں اس کے وجود سے انکار کریں تو پھر اس سے بڑھ کر کسی عجیب و غریب صفت کا اعتراف کرنا پڑے گا۔

اہرام کا مقصد

ہزاروں سال گزرنے کے باوجود، تفحص و تحقیق کے زمانوں کے ہوتے ہوئے ان میناروں کی تعمیر کا غرض و غایہ ایک سربستہ راز رہا۔ کوئی ملکی دولت کی تحفظ اس محنت شاقہ کی تحمل کا محمل ٹھہراتے ہیں۔ جب کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ سلاطین و امراء کی لاشوں کے تحفظ کے لئے یہ مینارین بنائی گئی ہیں۔ تہ ہیں بادشاہ وقت کی لاش محفوظ طریقے سے رکھ کر اوپر یہ پہاڑ نما مینار بنا کر لاش کو محفوظ کرتے۔

خلیفہ مامون عباسی کے دور ۸۲۰ میں اس راز کو منکشف کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن ناکامی کا سامنا ہوا۔ صرف ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار مدتوں کے اس سربستہ راز کو کھولنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن تا حال کوئی یقینی نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ قریب ایام میں غیر ملکی آثار قدیمہ کے ماہرین غالباً فرانس کے تھے ایک بار پھر تحقیق کے لئے مصر آئے تھے۔

چھوٹے مینار کی خرابی کی وجوہات

ان تینوں میناروں میں سے چھوٹا مینار کس قدر خراب ہو گیا ہے جس کی داستان کچھ یوں ہے۔ کہ ۵۹۳ھ ملک العزیز (پسر سلطان صلاح الدین ایوبی) نے بعض ناواقف کار مشیروں کے مشورہ سے ڈھانا چاہا۔ ماہرین فن اس کام پر لگائے گئے۔ شب و روز آٹھ مہینوں تک اس لایعنی اور بے مقصد کام میں مصروف رہے۔ لاکھوں کے انداز سے قومی دولت اس کام پر خرچ کی گئی۔ ایک کونے سے چند پتھر یا کچھ پلستر اکھاڑنے کے سوا اور کچھ نتیجہ بر آمد نہیں ہوا۔ سوجھ آنے پر لایعنی منصوبہ ترک کرنا پڑا۔

رات دن دیکھنے والوں کی رش کو دیکھ کر مصری حکومت کو کمانے کا ایک سنہری موقعہ ملا ہے۔ ورنہ جہاں پر حکومت کا کوئی خرچ نہیں ہوتا ہو۔ وہاں ٹیکس لگانے یا کرایہ وصول کرنے کا آخر کار کیا جواز ہوتا ہے۔ اندر جانے کے لئے دیکھنے والوں کو تین پونڈ کا ٹکٹ لینا پڑتا ہے اور ستم ظریفی یہ کہ یہاں پر غیر ملکیوں سے تین پونڈ اور خود مصریوں سے ربع پونڈ یعنی پچیس قرش پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

دن کے علاوہ رات میں بھی سیاحین آتے رہتے ہیں۔ البتہ رات کو سامنے ایک پر تکلف ہوٹل کے دالان میں بٹھا کر

پوری داستان سنانے اور ان آثار کو دکھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اسی خاطر ہر ایک مینار کے قرب وجوار میں بڑے بڑے بلب نصب ہیں جن کی مدد سے رات کے وقت دور سے دکھائی دیتا ہے۔

ابوالہول | بڑے مینار سے دو سو گز کے فاصلہ پر "ابوالہول" کا عظیم الشان بت ہے۔ ایک پتھر کی چٹان سے تراشا ہوا بت جس کے نیچے کا دھڑ شیر کا اور سر عورت کا ہے۔ اگلی ٹانگیں پچاس فٹ لمبی اور سر کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ابرو سے لے کر ٹھوڑی تک تیس فٹ اور سر کی چوڑائی چودہ فٹ ہے۔ پورا قد ستر گز کے لگ بھگ ہے اس غیر معمولی درازی کے باوجود تمام اعضا اس ترتیب سے بنائے گئے ہیں کہ ان اعضا کے باہمی تناسب میں بال کا فرق نہیں۔ مشہور مورخ عبداللطیف بغدادی سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے دنیا میں سب سے عجیب وغریب چیز کیا دیکھا ہے تو اس نے جواب میں کہہ دیا۔

"کہ ابوالہول کے اعضا کا تناسب"

اگرچہ ابھی وہی پرانی کیفیت قائم نہیں بعض حصص ٹوٹ گئے ہیں لیکن اس ناقص حصے کو دیکھ کر تراشنے کے اس فن میں مہارت کا احساس ہوتا ہے۔

تحف رمسیس | یہ مصر کا مشہور فرعونی عجائب گھر ہے اور مصریوں کا قدیمی ثقافتی ورثہ ہے قومیت اور عصبیت کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر مصری خود کو ابناء فرعون کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ فرعونی ثقافت کو اپنا قومی ورثہ سمجھتے ہیں۔ قومی یادگاروں اور اہم مراکز میں فرعون کی تصاویر نصب کرنے کے علاوہ قومی سکہ اور شاہراہوں پر فرعون کی تصویر نظر آئے گی۔

یہ عجائب گھر دریائے نیل کے کنارے میدان تحریر سے چند قدم کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اندر جانے کے لئے غیر ملکی شخص کے لئے وہی تین پونڈ کا ٹکٹ لینا پڑتا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ فرعون کی لاش یہاں پڑی ہوئی ہے۔ اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ یہ اس فرعون کی لاش ہو جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ ہوا تھا۔ اور نہ اس کی لاش کی تحفظ ضروری ہے۔ قرآن وحدیث سے بھی یہ ثبوت ممکن نہیں۔ قرآن مجید میں غلام قوم یہودیوں کی ذہنی تطہیر کی ایک تصویر موجود ہے کہ یہودیوں کو جب خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں فراعنہ کی مدتوں کی غلامی سے نجات دے کر حریت کی نعمت سے نوازا اور صرف اس پر اکتفا نہیں بلکہ یہودیوں کے اس خونی دشمن کو نیست ونابود بھی کر دیا تو غلام قوم کو اس جابر وظالم کی موت کا یقین نہیں آتا۔ خداوند عالم نے اس جسد خبیثہ کو دریا سے نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ تاکہ دوسروں کے لئے عبرت کے علاوہ ان کو بھی یقین آجائے۔ قرآن مجید میں یہ حقیقت ان الفاظ میں موجود ہے۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۔ (یونس پ ۱۱)

تفسیر مدارک میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔

اے نلقیک بنجوۃ من الارض (مدارک جلد دوم صہ ۱۴۱)

نجوۃ اونچی جگہ سے ماخوذ ہے یعنی آج ہم تیری لاش کو اونچی جگہ ڈالیں گے تاکہ تو باقی ماندہ لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت کا نشانہ بن جائے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم تیری لاش کو قیامت تک محفوظ رکھیں گے۔

ممکن ہے ۱۸۸۱ء میں ملی ہوئی دو لاشیں جو کچھ مدت تک اس عجائب گھر کی زینت رہی کسی فرعون کی لاشیں ہوں کیونکہ مصر کے ہر ایک فرماں روا کو قیصر و کسریٰ کی طرح فرعون کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

بہر حال میں خود اس ارادہ سے گیا تھا کہ فرعون کا یہ جسد دیکھ سکوں لیکن جب اندر جا کر پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ لاش اب کسی کو نہیں دکھائی جاتی۔ معلوم ہوا کہ لاش کی خرابی کی وجہ سے ابھی اس کو بند کمرے میں رکھ دیا گیا ہے۔ کسی کو وہاں جانے کی اجازت نہیں۔ بعض حضرات سے سنا ہے کہ کیڑا لگنے کی وجہ سے یہ لاش بیرون ملک لے جایا گیا ہے بہر حال جو کچھ بھی ہے ہم نے یہ لاش نہیں دیکھی۔ اس لاش کے علاوہ متحف فرعونی عجائبات سے بھرا پڑا ہے۔ پرانی یادگاریں، طشتریاں۔ پیالے۔ مرتبان۔ کرسیاں۔ مہر۔ سکے اور دیگر سینکڑوں اشیاء باقاعدہ ترتیب اور سلیقہ سے پڑی ہیں۔ آثار قدیمہ والوں نے عربی اور انگریزی میں متعلقہ سن اور تاریخ کو کتبوں پر ثبت کر کے کتبے آویزاں کئے ہیں۔

ایک اہم چیز جو یہاں دیکھی گئی وہ ان فراعنہ کے دور میں تکفین و تدفین کے نرالے دستور کے آثار تھے۔ دوسری منزل پر چند کمروں میں سنگی اور چوبی کشتی نما بکسے پڑے ہوئے تھے۔ جن کے متعلق بتایا گیا ہے کہ فراعنہ اپنے مردوں کو ان بکسوں میں ایک خاص سلیقہ سے دفن کرتے تھے۔ درمیان میں مردے کی لاش رکھ کر خالی جگہوں کو چونے سے بھر کر اوپر سطح پر اس مردہ کی تصویر بناتے۔ لاشوں پر خاص قسم کے مصالحے لگانے کی رسم تھی۔ جس کی وجہ سے لاش کچھ مدت تک کے لئے تغیر و تبدل سے محفوظ رہتی۔

فراعنہ کے ان تصاویر اور بکسوں کو دیکھ کر ایک خاص کیفیت رہتی ہے جن کا احساس ان کمروں میں قدم بقدم رہتا ہے۔ اگرچہ قاہرہ میں مذکورہ یادگاروں کے علاوہ اور بھی سینکڑوں کے اندازے میں ہیں۔ لیکن ان پر اکتفا کر کے کچھ وقت کے لئے "اسکندریہ" چلتے ہیں۔

اپریل کے آخری ہفتے میں مصر کے مشہور اور قدیم ترین شہر "اسکندریہ" جانے کے لئے پروگرام بنایا گیا۔

"مدینۃ البعوث الاسلامیہ" کے نائب مشرف استاذ صلاح البکری کی وساطت سے مشرف عام سے گاڑی کی اجازت مل گئی۔ گاڑی کی سرکاری فیس کے علاوہ پٹرول اور نائب مشرف کے خرچہ سفر کے لئے کچھ چندہ اکٹھا کرنا پڑا۔ انفرادا ریل یا بس کے ذریعہ جانے پر کافی رقم خرچ ہوتی ہے لیکن بعوث کی گاڑی اور اسکندریہ میں بعوث کی شاخ میں رہائش کی وجہ سے ہم پر بہت کم خرچہ آیا۔ غالباً دس پونڈ سے کچھ کم رقم پر ہمارا اسکندریہ کا آنا جانا ہوا۔

اسکندریہ کا تعارف | تاریخ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے پندرہ سے زائد شہر کرۂ ارض پر آباد ہ... لیکن ان تمام میں ابھی صرف مصر کا یہ شہر اسکندریہ العظمیٰ، دیکھا جاتا ہے دیگر شہروں کا وجود کتب کی صفحات تک وجود ہے۔

بانی کون تھا؟ | اس شہر کی قدامت کی وجہ بانی کا تعین ذرا مشکل ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ اس شہر کا بانی ...رم ذات العماد التی لم یخلق مثلھا فی البلاد، ہے۔ جو وقت کا طاقت ور شخص تھا مشہور مورخ محمد ابن اسحاق ...تے ہیں کہ:۔

یعمر بن شداد بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کو اس شہر کی آبادی کا شرف حاصل ہے۔ اور بعض مورخین ...تے ہیں کہ:۔

سکندر اعظم نے ۳۳۲ قبل از مسیح اپنے نام پر اس شہر کو آباد کیا تھا بہر کسی ایک قول کے تعین پر دل کو اطمینان نہیں ...اتنا ظاہر ہے کہ بانی نے اپنے نام یا کسی اہم شخصیت کی طرف منسوب کر کے اس شہر کو آباد کیا۔

علم و ثقافت کا مرکز ہونا | یونانیوں اور رومیوں کے دور میں " اسکندریہ " نہایت آباد اور مصروف ترین شہر ...اور تحقیقی مراکز جا بجا قائم تھے۔ سات لاکھ کتابوں کا عظیم کتب خانے کے علاوہ رصد گاہیں اور دیگر باقی مراکز یہاں قائم ...بد قسمتی سے ۴۷، ۴۸ قبل از مسیح قیصر کی جنگوں میں یہ کتب خانے ضائع ہوئے۔ بعض عیسائیوں کا خیال ہے کہ ...کتب خانوں کے کچھ حصے حضرت عمر رضؓ کے دور میں عمرو بن العاصؓ نے خلیفہ کے حکم سے جلا دئے تھے۔ لیکن تاریخی واقعات ...سے یہ جھوٹ کا پلندا معلوم ہوتا ہے۔ یہ ان عیسائیوں کے شگوفے ہیں۔ جن کے حین و حیات کا مقصد مسلمانوں کے ...یوں کو غلط رنگ دے کر اپنے نقائص اور عیوب کو چھپانا ہے۔ اگر ان کے منصف مزاج ہم مشرب کی کتابوں کو دیکھا ...ئے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رومی جنگوں سے باقی ماندہ کتب تھیوڈوسیس کے حکم سے ۳۸۹ء میں جلا دئے گئے تھے۔ پھر ...ہو جانے اور قیمتی ذخیرہ کی بربادی سے قبل اسکندریہ علم و ہنر، سائنس اور فلسفہ کا معدن جس میں بیک وقت فلاسفر اور ...ریز اسکالر مہیا ہوئے۔

فتح اسلام کے وقت اسکندریہ کی حالت | اگرچہ نشیب و فراز احوال کی وجہ سے اسکندریہ کی آبادی کبھی لاکھوں کی تعداد میں اور کبھی سینکڑوں تک محدود رہی۔ لیکن فتح اسلام کے وقت کے اہم ترین شہروں میں ...ہوتا تھا۔ فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ نے جب اسکندریہ میں فاتحانہ قدم رکھا اور شہر کی اہمیت سے واقف ...ئے تو خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری کا تذکرہ ان الفاظوں میں کرتے ہیں:۔

"بے شک میں نے ایک ایسا شہر فتح کیا ہے جس میں بارہ ہزار سبزی فروش (بیک وقت) تازہ سبزیاں فروخت کرتے ہیں۔ چالیس ہزار یہودی آباد ہیں جو جزیہ کی ادائگی

کے پابند ہیں"

اور ایک قول کے مطابق یہ بھی لکھا کہ :-

"اس میں چالیس ہزار حمام ہیں"

لیکن قاہرہ کے اسلامی پایہ تخت ہونے کی وجہ سے اس کی رونق کم ہوگئی۔ خاص کر بعد میں صلیبی جنگوں کے زمانہ میں عیسائیوں کی تاخت و تاراج سے پھر شہر بے رونق ہوگیا۔ اور اس کی تجارتی حیثیت ختم ہوگئی۔ پھر بھی مدتوں تک لوگ سابقہ دور کی تعمیر و ترقی کی داستانوں سے محظوظ ہوتے رہے۔

چنانچہ عبدالعزیز بن مروان بن الحکم نے جب یہاں کی خلافت سنبھالی تو اس کو اسکندریہ کے دوبارہ ترقی دینے کا شوق پیدا ہوا۔ شہر کے معززین کو جمع کرکے اس ارادہ کا اظہار کیا۔ اور کہنے لگا کہ مال و دولت اور افرادی قوت کی میرے پاس کمی نہیں میرے ساتھ تعاون کرکے اس شہر کو دوبارہ آباد کیجئے۔ سرداروں نے کچھ وقت کی مہلت مانگ کر دربار سے نکل گئے۔ اور جاکر ایک پرانے کھوپڑی کو قبر سے نکال کر ایک دانت کو لے آئے جو بوسیدہ اور پرانا ہونے کے باوجود ۲۰ رطل نکلا۔ کہنے لگے اس جیسے رجال کو لے آؤ تب ہم اس شہر کو دوبارہ آباد کرسکیں گے۔

خلیفہ نے یہ حالت دیکھ کر خاموش رہ گیا۔

<u>موجودہ دور میں اسکندریہ کی حالت</u> | سوسال سے زائد مدت قبل ایک زائر منشی محمد عالم اسکندریہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ :-

"اسکندریہ پہنچنے سے پہلے مجھے شان و گمان بھی نہ تھا کہ سرزمین افریقہ پر بھی ایسا شہر آباد ہوسکتا ہے کہ جس کی عالی شان عمارتیں پیرس اور ویانا کو یاد دلادیں"

یہ تو سوسال سے زائد قبل کی کیفیت ہے۔ موجودہ دور میں اسکندریہ کی تعمیر و ترقی فن تعمیر کے شہ پارے، سیر و سیاحت کے انتظامات... جدید دور کے شاپنگ سنٹر اور عیش و عشرت کے دیگر اسباب دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ حساس سیاحوں کے تاثرات کی رو سے مصر مجموعی طور پر عریانیت اور بے حیائی میں یورپ کے شانہ بشانہ چل رہا ہے لیکن اسکندریہ تمام مصر میں بے حیائی کے میدان میں ممتاز مقام رکھتا ہے۔ بازاروں اور سمندر کے کنارے پر جانا کسی شریف اور ذی حیا انسان کا کام نہیں۔ ارادہ تھا کہ اسکندریہ میں تین چار دن رہیں گے لیکن بے حیائی اور فحاشی کی لعنت سے مجبور ہوکر دوسرے دن واپسی ہوئی۔

<u>سکندریہ کا راستہ</u> | قاہرہ سے اسکندریہ ۲۱۶ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ آنے جانے کے لئے دو راستے ہیں ایک صحراوی راستہ اور دوسرا زرعی راستہ۔ ثانی الذکر راستہ بنسبت اول الذکر کے مصروف ترین اور سہل ہے۔ ہمارا آنا جانا اسی زرعی راستہ سے ہوا۔ استاد صلاح بکری ہر ایک جگہ کی آبادی کا تعارف ہمیں کراتے رہے۔ مختلف محافظات (ضلعوں)

سے گزرنا پڑا۔ محافظہ قلیوب۔ محافظہ شرقیہ۔ محافظہ المنوفیہ اور طنطا جیسے علاقے بڑے ترقی یافتہ اور پر رونق معلوم ہوتے تھے۔ دو طرفہ روڈ کے کناروں پر جابجا پختہ عمارتوں کے نقشے قاہرہ سے کمال مشابہت کی وجہ سے ایک نوع کے دو افراد دکھائی دیتے۔ پاکستانی شاہراہوں کی طرح وہاں پر بھی قدم بقدم پر تکلف اور مکیف ہوٹلوں کے علاوہ تازہ فروٹ کی کیبن لگے ہوئے تھے جن پر عموماً مصری عورتیں فروٹ فروخت کرتی تھیں۔ سڑک کے ارد گرد سرسبز کھیتوں۔ پانی کی نہروں اور نالیوں کی وجہ سے ایک دلکش نظارہ قائم تھا۔ مصر کی مشہور کپاس اور ہری بھری کھیت ہر طرف دامنگیر تھے۔ ٹماٹر کے علاوہ دوسری سبزیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ سرسبزی و شادابی کو دیکھ کر دریا نیل کی فیاضی اور سخاوت کا احساس ہوتا۔

سکندریہ کو پہنچنا | تین چار گھنٹوں کی مسافت کے باوجود راستہ پر جگہ جگہ ٹھہرنے اور ثقافت و تہذیب سے واقفیت حاصل کرنے کی وجہ سے ہمیں سات آٹھ گھنٹے صرف کرنے پڑے۔ عشاء کے وقت رات کی تاریکی میں پہنچے۔

قیام کا پروگرام مدینۃ البعوث کے شاخ میں تھا۔ جو چار منزلہ عظیم الشان عمارت کی شکل میں بحر ابیض کے کنارے پر قصر فاروق کے عقب میں واقع ہے۔ ہمارے پہنچنے سے قبل پیشگی اطلاع کی وجہ سے مقامی کارندوں نے مصری جھنڈے کے ساتھ پاکستانی بھی لہرایا تھا، پہنچتے ہی جب پہلی نظر پاکستانی پرچم پر پڑی تو بے اختیار کچھ وقت کے لئے نظریں قومی جھنڈے پر مرکوز ہیں۔ ملک وملت کے فطرتی جذبے کی رو سے پاکستانی جھنڈے کے لہرانے سے دلی سرور حاصل ہوئی۔

اپریل کا آخری ہفتہ ہونے کے باوجود موسم بڑا پیارا تھا۔ رات کو سردی کا احساس ہو کر کمبل کی ضرورت محسوس ہوئی۔ رات آرام وسکون سے نکال کر صبح ناشتہ کے بعد آئندہ پروگرام کے لئے مشورہ کرنے لگے۔ رفیق سفر اور رئیس وفد مولانا اصغر علی صاحب جیسا کہ قبل ازیں بھی ایک دفعہ مصر کا دورہ کر چکے تھے اور سکندریہ سے بھی ہو کر واپس ہوئے تھے۔ اس لئے ان کے تجربہ سے فائدہ اٹھا کر سلسلہ شاذیہ کے ایک مشہور شیخ ابوالعباس الشاذلی کے مزار پر بھی جانے کا فیصلہ ہوا۔

شیخ ابوالعباس الشاذلی | شیخ کا اصل نام "شہاب الدین ابوالعباس احمد بن عمر بن علی الخزرجی الانصاری" ہے آپ ۶۱۶ھ/۱۲۱۹ء میں اندلس کے مشہور گاؤں "مرسیہ" میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شیخ ابوالحسن الشاذلی آپ سے بہت دوری پر رہتا تھا۔ لیکن روحانی ربط اور رشتہ کی وجہ سے بہت جلد دونوں اکٹھے ہو گئے۔

۶۴۲ھ میں آپ سکندریہ میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کسب فیض کی درخواست کی۔ فطری اور طبعی صلاحیتوں کی وجہ سے مدارج سلوک بہت جلد طے کئے۔ مختصر وقت میں شیخ سے آپ کو خلافت ملی۔ اور شیخ کے مشہور تلامذہ اور خلفاء میں شمار ہوئے۔

دین کے عظیم داعی۔ وقت کے نڈر مجاہد اور زمانے کے بہترین صوفی تھے۔ مقامی لوگوں کی زبان سے سنا کہ ان کے شیخ کا مزار "سینا" میں واقع ہے۔ جب کہ آپ بحر ابیض کے کنارے پر اسکندریہ میں محو خواب ہے۔ عقیدت مندوں کا بہت

ش رہتا ہے۔ ہم دن کے گیارہ بجے پہنچے تھے اس وقت زائرین کی اتنی کثرت نہیں تھی پھر بھی اس اہتمام کو دیکھ کر اندازہ ہوتا کہ زائرین کا ہر وقت اژدحام رہتا ہے۔ ملحقہ مسجد میں دو رکعات پڑھنے کے بعد فاتحہ پڑھی۔ سامنے تعارفی تختہ سے کچھ معلومات نوٹ کرنے کے بعد مسجد کے حدود میں ایک کھلا ہوا دروازہ نظر آیا۔ معلوم ہوا کہ یہ مدیر کا مخصوص حجرہ ہے اندر جانے کی اجازت ملنے کے بعد جب اندر گئے تو سامنے ایک پُرتکلف کرسی پر مدیر ادارہ جو خطیب اعلیٰ کے عہدہ کا ہوتا ہے۔ رونق افروز تھے ہاتھ میں سگریٹ لئے ہوئے کش سے مزے اڑا رہے تھے۔ وقفہ وقفہ سے سلیمانی چائے کی گھونٹ سے بھی چسکے لے رہے تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپ کا نام عبدالجلیل العاص ہے۔ اور جامعہ ازہر کا سند یافتہ ہے ۱۹۵۸ء سے اس ادارہ سے منسلک چلے آرہے ہیں۔ پہلے امام پھر خطیب اور اب ترقی کر کے مدیر تھے۔

مسجد اگرچہ چھوٹی تھی لیکن خوبصورتی اور زیب و زینت میں فن تعمیر کی دلکش تصویر تھی۔ بدقسمتی سے عوام و خواص کے خلاف شرع امور یہاں بھی دیکھے گئے قبر پرست مصریوں کے مشرکانہ اعمال کی وجہ سے مسجد اور مزار کا تقدس مجروح ہو رہا تھا۔ کچھ دیر تک مدیر کے ساتھ رہنے کے بعد یہاں سے رخصت ہوئے۔ (جاری ہے)

ڈاکٹر سکندر حسین

ایڈز بیماری کی تین اہم خصوصیات

(قرآن کریم کی روشنی میں)

آج سے ہزاروں سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں بحر مردار کے کنارے پر پانچ خوبصورت شہر آباد تھے، ان میں ایک وہ تاریخی بستی بھی تھی جسے سدوم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی بستی میں حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تھا۔ آج یہ شہر تمام تہہ آب ہو چکے ہیں۔ اور ان کی زمین سے ایسا لاوا نکلتا ہے جو سمندر کو مسموم کرتا ہے۔ اس پانی میں مچھلیاں بھی زندہ نہیں رہ سکتیں۔ ہم جنسیت یعنی اپنی ہی جنس کے افراد سے لذت حاصل کرنے کا بدفعل اسی سرزمین سے شروع ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ اس فعل کو لواطت یا سدامت بھی کہتے ہیں۔ قوم لوط میں اس فحش کام کی ابتداء کا ثبوت قرآن مجید کے اس بیان سے ملتا ہے جب کہ حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جسے تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا۔" (سورہ ۷، آیت ۸)

ہم جنسیت کی عادت جب جڑ پکڑنے لگتی ہے تو یہ ایک نشہ کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ قوم لوط کی اس حالت کو قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے۔

"آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے۔" (سورہ ۱۵- آیت ۷۲)

جب یہ عادت سوسائٹی میں عام ہو جاتی ہے تو متقی اور پرہیزگار لوگوں کو راہ کا کانٹا سمجھا جانے لگتا ہے اور ان کی عزت خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ بدکار قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق یوں کہا۔

"ان لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک وصاف بنتے ہیں۔" (سورہ ۷، آیت ۸۲)

پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ سارا ماحول اسی گندگی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور نیک لوگ ڈھونڈھے سے نہیں ملتے حضرت لوط علیہ السلام بڑی ہی بے چارگی اور یاس سے فرماتے ہیں۔

"کیا تم میں کوئی بھی بھلے مانس نہیں۔" (سورہ ۱۱- آیت ۷۸)

قرآن مجید نے جس طرح قوم لوط کا نقشہ کھینچا ہے ہو بہو وہی حال آج مغربی دنیا کا ہے جہاں لواطت کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ نیک لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ہم جنسیت کو جائز قرار دینے کے لئے نت نئے قوانین کا سہارا لیا جاتا ہے۔ حیرت انگیز طور پر ایڈز کے مریضوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن کے نفسیات کا یہ عالم ہے کہ

سال بھر میں سو سے زائد پارٹنر تبدیل کرتے ہیں۔

قوم لوطؑ کی بدعملی جب انتہا کو پہنچی تو عذاب الٰہی کا نزول ہوا۔ قرآن مجید کی رو سے یہ عذاب پتھروں کی بارش کی شکل میں تھا۔ ان پتھروں کی تین اہم اور دلچسپ خصوصیت تو یہ ہیں کہ برسنے والے پتھر سجیل میں سے تھے مفسرین نے سجیل کے معنی گرم کنکر کے لیئے ہیں۔ حالاں کہ یہ معنی فارسی لغت میں مستعمل ہیں۔ عربی میں نہیں۔ یہی لفظ قرآن مجید میں ان پتھروں کے لیئے بھی استعمال ہوا ہے جو اصحاب فیل پر برسے تھے۔ دوسری خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ یہ پتھر منفود تھے یعنی منظم، مسلسل یا تہہ بہ تہہ مفسرین نے آخری معنوں کو ترجیح دی ہے۔ اور کہا ہے کہ قوم لوط پر لگاتار اتنے پتھر برسے کہ ان کی تہیں جمع ہوگئیں۔ اور بدکار قوم ان کے نیچے دب گئی۔

تیسری خصوصیت جس کا ذکر کیا گیا ہے کہ پتھر خدا کی طرف سے نشان زدہ تھے۔

آج بھی تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے لواطت میں غرق افراد میں ایڈز کی بیماری جس تیزی سے پھیل رہی ہے وہ کسی مہلک بارش سے کم نہیں یہ بیماری ایک ننھے سے وائرس سے پیدا ہوتی ہے جو ہم جنسیت کے دوران مریض کے خون سے اچھے بھلے آدمی کے خون میں منتقل ہوتا ہے۔ اگر ہم اس وائرس کی صفات کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کی خصوصیات حیرت انگیز طور پر ان پتھروں سے ملتی جلتی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔

آئیے مختصر طور پر ان صفات کا موازنہ کرکے کچھ عبرت حاصل کریں۔

وائرس ایک چھوٹی سی مخلوق ہے جو اگرچہ نرم و نازک سالموں پر مشتمل ہوتی ہیں لیکن پھر بھی اپنی کیمیائی خصوصیات کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ان کے ذریعے منتقل ہونے والے پیغامات بہت ہی مستقل اور دیرپا ہوتے ہیں ایک سائنسدان کے بقول یہ آثار قدیمہ کے پتھروں سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ اس طرح گویا وائرس ایک چھوٹا سا کنکر یا پتھر ہے۔

بیالوجی کے طالب علم جانتے ہیں کہ وائرس کا ایک جز DNA یا RNA نام کا ایک کیمیاوی مرکب ہوتا ہے یہ کیمیاوی سالمہ دراصل ایک ریکارڈ کی طرح ہوتا ہے۔ جو نسل در نسل ایک خلئے سے دوسرے خلیے میں موروثی خصوصیات کو منتقل کرتا رہتا ہے۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سجیل کے عام عربی معنی رجسٹر ریکارڈ یا دستاویز ہیں۔

DNA یا RNA انتہائی چھوٹے چھوٹے سالمات پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو ایک دوسرے سے اس طرح مربوط ہوتے ہیں جیسے کہ دن۔ ان کی ترتیب انتہائی منظم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جب وائرس مریض کے جسم میں داخل ہوتا ہے تو وہ آدمی تقسیم ہونے لگتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے ہمارے جسم میں ایک خودکار حفاظتی نظام ودیعت کیا ہے۔ جو بیرونی حملہ آور وائرس کی سطح پر مخصوص قسم کے نشانات ہوتے ہیں۔ جو اینٹی جنس کہلاتے ہیں۔ ان نقوش کی مدد سے ہمارا جسم وائرس کی شناخت کرلیتا

از جناب اعجاز احمد خان سنگھانوی۔ ایم اے

مجاہدِ ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مولانا محمد علی جالندھری ۱۸۹۵ء کو قصبہ (بیگو) رائے پور ارائیاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مرحوم حاجی محمد ابراہیم صاحب مسلک اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ایک مخلص و دیندار زمیندار تھے۔ آپ ارائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کے والد کی دلی خواہش تھی کہ بچے کو دینی علوم سے بہرہ ور کیا جائے۔ چنانچہ رائے پور گوجراں (جالندھر) کے جامعہ رشیدیہ (حال جامعہ رشیدیہ ساہیوال) میں آپ کو داخل کرایا۔ اس مدرسہ میں آپ نے حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحبؒ اور مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین صلاحیتوں سے نوازا تھا نتیجتہً آپ اساتذہ کی شفقتوں کا مرکز بن گئے بعد ازاں آپ کو مدرسہ عربیہ میکلوڈ گنج بہاول نگر میں داخل کرایا گیا اور آخر میں آپ عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند پہنچے اور اس وقت کے اساتذہ کے علاوہ حضرت سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سے تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد تمام طلبہ کو شاہ صاحبؒ نے علیحدہ علیحدہ بلا کر نصیحت کی۔ مولانا محمد علی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ:-

"پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی مہم شروع کر رکھی ہے اس کے خلاف جہاد زندگی کا مشن بنا لو۔"

حضرت مولانا جالندھری نے استاد کی نصیحت پر پورا پورا عمل کیا اور فتنۂ مرزائیت کی بیخ کنی کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ دیوبند سے واپس آ کر آپ نے ریاست کپورتھلہ کے معروف شہر سلطان پور لودھی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تین سال بعد اپنی تمام تر خدمات اپنے استاد مولانا خیر محمد صاحبؒ کے سپرد کر دیں۔ استاد شاگرد نے مدرسہ خیر المدارس کی بنیاد رکھی۔ اس مدرسہ کے لئے مولانا خیر محمد صاحب دل کی حیثیت رکھتے تھے تو مولانا محمد علی صاحبؒ دماغ کی۔

تدریس کے ساتھ وعظ و تبلیغ اور بحث و مناظرہ میں بھی حصہ لیتے رہے اور فرق باطلہ کو شکست دیتے رہے اسی دوران "تحریک شہید گنج" میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ایما پر آپ نے "مجلس احرار اسلام" میں شمولیت فرمائی اور تحفظ دین، آزادی وطن اور انگریز دشمنی میں تن من اور دھن کی بازی لگا دی۔

۱۹۳۹ء میں انگریزی فوج میں مسلمانوں کی بھرتی ہونے کو جب علماء نے حرام قرار دیا تو آپ نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کی پاداش میں فرنگی حکومت نے آپ کو تین سال قید کی سزا دی۔ جو آپ نے جالندھر، گجرات اور امرتسر کی جیلوں میں کاٹی۔ اسی دوران آپ کے والد محترم اور دو بھائیوں کا انتقال ہو گیا۔

۱۹۴۳ء میں آپ نے جالندھر سے تحصیل صادق آباد ہجرت کی۔ خاندان تو فیروزہ میں مقیم ہوا مگر آپ کی سیاسی سرگرمیوں کا مرکز ملتان رہا۔ اس دوران مسجد سرجاں والی حسین آگاہی میں خطابت کے ساتھ ساتھ مدرسہ محمدیہ قائم فرمایا جب حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے ملتان میں مدرسہ خیر المدارس قائم فرمایا تو آپ نے ایثار و قربانی کا مظاہرہ فرمایا اور مدرسہ محمدیہ کے طلبہ، کتب خانہ اور فنڈ زوغیرہ مولانا کے سپرد کر کے مدرسہ ختم کر دیا۔

آپ کو مجلس احرار اسلام جالندھر، ملتان اور پنجاب کے صدر ہونے کے ساتھ ساتھ آل انڈیا احرار ورکنگ کمیٹی کا ممبر ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر و ناظم اعلیٰ کے انتہائی ذمہ دارانہ عہدوں پر آپ فائز رہے تقسیم ملک کے بعد ۱۹۵۲ء میں حکومتی حلقوں کے چیلنج کا جواب دینے کی غرض سے کراچی میں مسلم فرقوں کے ۳۱ نمائندہ علماء کا کنونشن ہوا۔ جس میں مشہور زمانہ ۲۲ نکات مرتب ہوتے جو ایک صحیح اسلامی آئین کی بنیاد ہیں۔ اس اجتماع میں اپنی جماعت کی نمائندگی مرحوم نے کی۔ اور اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں مؤثر کردار ادا کیا۔

آپ نے اپنی زندگی میں بڑی بڑی معرکۃ الآرا تقریریں کیں۔ لیکن ان کی ایک تقریر فروری ۱۹۵۳ء نسبت روڈ لاہور میں ہوئی تھی جس ایک تقریر نے لاہور میں آگ لگا دی تھی اور دوسرے دن لاہور سراپا تحریک ختم نبوت بن چکا تھا۔ ایک مثالی اور یادگار تقریر تھی۔ اس کے بعد آپ کو قید و بند کی سزا سے دوچار ہونا پڑا[۱]

بیعت کا تعلق حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری سے تھا۔ ۷/۸ اپریل ۱۹۷۱ء کی درمیانی شب کو آپ سلانوالی ضلع سرگودھا میں تقریر کر رہے تھے دل کی تکلیف محسوس ہوئی۔ رات کے گیارہ بجے دل کا دورہ پڑا۔ بعد میں آپ کو ملتان لے جایا گیا اور علاج شروع ہوا پہلے کچھ طبیعت سنبھل گئی مگر دوسرے اور پھر تیسرے دورہ نے کام تمام کر دیا۔ آخری دورہ ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء کو پڑا تھا۔

آپ ۲۴ صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱/اپریل ۱۹۷۱ء بروز بدھ دن کے ۲ بجکر ۲ منٹ پر ملتان میں واصل بحق ہوئے۔

---

[۱] ہفت روزہ خدام الدین لاہور ص ۱۹، ۵/مئی ۱۹۷۰ء

مرتے وقت زبان پر اللہ اور ختم نبوت کے الفاظ تھے۔ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔
تاریخ وصال مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی نے اس شعر سے نکالی ہے ؎

شد ز شغلش چوں بہ ہاتف گفتگو		عشق با ختم نبوت گفت او

دفتر ختم نبوت ملتان سے آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ ہزاروں مسلمان جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے۔ نماز جنازہ کی امامت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری نے قلعہ کہنہ کے مقام پر کرائی۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا شمس الحق افغانی اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ جیسے یگانہ روزگار مردان وفا نے مولانا خیر محمد صاحبؒ کے پہلو میں جانشین امیر شریعت کو لحد میں اتارا۔[1]

مولانا جید منطقی عالم اور زبردست مناظر تھے۔ وہ شکل وصورت، رہن سہن اور وضع قطع میں ٹھیٹھ پنجابی اور دیہاتی معلوم ہوتے تھے۔ ان جیسی مدلل تقریر احرار کے سارے گروہ میں کوئی مقرر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تقریر کرنے کھڑے ہوتے، چند جملے اردو زبان میں بولتے تو مجمع سے آوازیں آنی شروع ہو جاتیں۔ مولانا تقریر پنجابی میں کریں اور مولانا ٹھیٹھ پنجابی زبان میں تقریر شروع کر دیتے۔ پنجابی کے محاورے بولتے تو لوگ عش عش کر اٹھتے۔ وہ کھیتوں کی روشوں، ہل چلانے والے کسانوں، ان کی ہل، پنجابی روٹی، بھتہ لانے والی کسان کی بیوی، کھیتوں کے سبزے، فصلوں کے لہلہانے سے مضمون پیدا کرتے۔ دیہاتی زندگی کے سادہ فطری مناظر سے اپنی روانی کا ساتھ بناتے سنوارتے چلے جاتے۔ مولانا نے برصغیر کے چپے چپے پر بے شمار تقریریں کیں۔ آخری عمر میں ان کی تقریریں اصلاحی اور تبلیغی ہوا کرتی تھیں۔

مولانا محمد علی کی سب سے بڑی خوبی ان کا جماعت اور تحریکوں کے لئے فنڈز کا انتظام کرنا، دیانت امانت سے اس کا حساب رکھنا، کفایت شعاری سے خرچ کرنا اور تحریک یا جماعت کے کام کو باقاعدہ اور ہمیشگی سے جاری رکھنے کا اہتمام کرنا۔ مولانا جالندھری نے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے قیام کے بعد اس کے مالیاتی نظام کو مضبوطی کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اور جماعت کے لئے مضبوط فنڈ کا اہتمام کیا۔ مجلس نے فیصلہ کیا کہ چونکہ جماعت نے حفاظت واشاعت اسلام کا کام کرنا ہے۔ تردید مرزائیت جیسا کام اس کے ذمہ ہے۔ مرزائی سازشوں کو بے نقاب کرنے اور قوم و ملک کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے ایک منظم جماعت کی ضرورت ہے اس لئے جماعت میں مستقل ہمہ وقتی کام کرنے والے کارکن باتنخواہ رکھے جائیں جو ہر طرف سے بے فکر اور آزاد ہو کر یکسوئی کے ساتھ جماعتی مقاصد کے لئے کام کریں۔

جب اس فیصلے کے مطابق جماعت کے علماء کرام سے باتنخواہ کام کرنے اور ہمہ وقتی ڈیوٹی دینے کے لئے کہا گیا تو وہ لوگ جو ساری عمر ملک میں آزادی اور اسلام کی سربلندی کے لئے لوجہ اللہ تعالیٰ ماریں کھاتے رہے ان کی خودداری

---

[1] مشاہیر علماء دیوبند صفحہ ۴۴۷ تا ۵۵۰۔ از حافظ فیوض الرحمن۔

نے تنخواہ لے کر جماعت کا کام کرنا مناسب نہ سمجھا اور سب اس بات سے ہچکچانے لگے۔ مولانا مرحوم نے یہ محسوس کر کے کہ یہ لوگ اس چیز کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ اپنے آپ کو پیش کیا۔ کہ میں خود بھی تنخواہ لوں گا اور ہمہ وقتی ملازم کی حیثیت سے جماعت کا کام کروں گا۔ اس کے مولانا لال حسین اختر مرحوم۔ مولانا محمد حیات مرحوم۔ مولانا عبدالرحیم اشعر۔ مولانا محمد شریف بہاولپوری مرحوم۔ مولانا محمد شریف جالندہری اور مولانا غلام محمد بہاولپوری غرضیکہ تمام مبلغین نے وظیفہ لینا اور ہمہ وقتی کام سرانجام دینا قبول کر لیا: قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور حضرت امیر شریعت اس سے مستثنیٰ رہے۔

تمام مبلغین جب جلسوں اور دوروں پر جاتے لوگ ان کو خادم اسلام سمجھ کر جو خدمت کرتے تھے تو اس کی بھی رسید کاٹ دیتے تھے۔ وہ ہدیہ، نذرانہ، خدمت سب جماعت کے بیت المال میں جمع ہو جاتا تھا۔ مولانا کے اخلاص، ایثار، دیانت اور امانت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب مولانا کی وفات ہوئی اور سب لوگ ان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو اگلے روز جماعت کے بیت المال کو جو لوہے کے بہت بڑے سیف کی صورت میں ہے اسے کھولا گیا تو تمام رقوم حساب کے مطابق موجود تھیں۔ البتہ ایک پوٹلی الگ رکھی ہوئی ملی جس میں ۲۲ ہزار روپیہ تھا۔ اور ساتھ یہ چٹ مولانا نے لکھ کر رکھی تھی کہ جب جماعت کے دوسرے مبلغین اور علمائے کرام تنخواہ لینا عار سمجھتے تھے تو میں نے ان کی دلجوئی کرنے اور جھجک دور کرنے کے لئے تین صد روپیہ ماہوار مشاہرہ قبول کر لیا تھا۔ الحمدللہ میں صاحب جائیداد اور گھر سے کھاتا پیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال، اولاد، زمین اور رزق سب کچھ دے رکھا ہے۔ وہ تین صد روپیہ میں الگ رکھتا رہا ہوں اور یہ ۲۲ ہزار روپیہ وہ ہے۔ میرے مرنے کے بعد اس رقم کو جماعت (ختم نبوت) کے خزانے میں جمع کر دیا جائے۔

مولانا کی محنت، دیانت اور امانت کا ثمرہ ہے کہ جماعت کا لاکھوں روپیہ مالیت کا اپنا مرکزی دفتر ملتان میں ہے۔ انگلستان میں مجلس کا اپنا ملکیتی عظیم دفتر موجود ہے۔ اسلام آباد کا دفتر جماعت کا خریدا ہوا ملکیتی ہے گوجرانوالہ کا دفتر جماعت کا خریدا ہوا ملکیتی مکان ہے۔ علاوہ ازیں کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ، بہاولپور، گجرات سیالکوٹ اور فیصل آباد وغیرہ میں جماعت کے کرایہ پر لئے ہوئے دفاتر موجود ہیں اور اکثر دفاتر میں ٹیلیفون نصب ہیں پھر لاکھوں روپیہ کی زرعی اور سکنی وقف جائیداد جماعت کے نام موجود ہے۔ اب الحمدللہ جماعت دینی مقاصد تحفظ ختم رسالت اور اشاعت اسلام پر تقریباً ۳۰ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کر رہی ہے۔

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندہریؒ ۹ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۶ء سے ۲۴ صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء ۴ سال ۵ ماہ اور ۲۹ دن تک جماعت کے باقاعدہ امیر اور سربراہ رہے۔ "تقاریر مجاہد ملت" آپ کی چار تقریروں کا مجموعہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ترتیب دیا ہے جو ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے شائع ہو چکا ہے۔
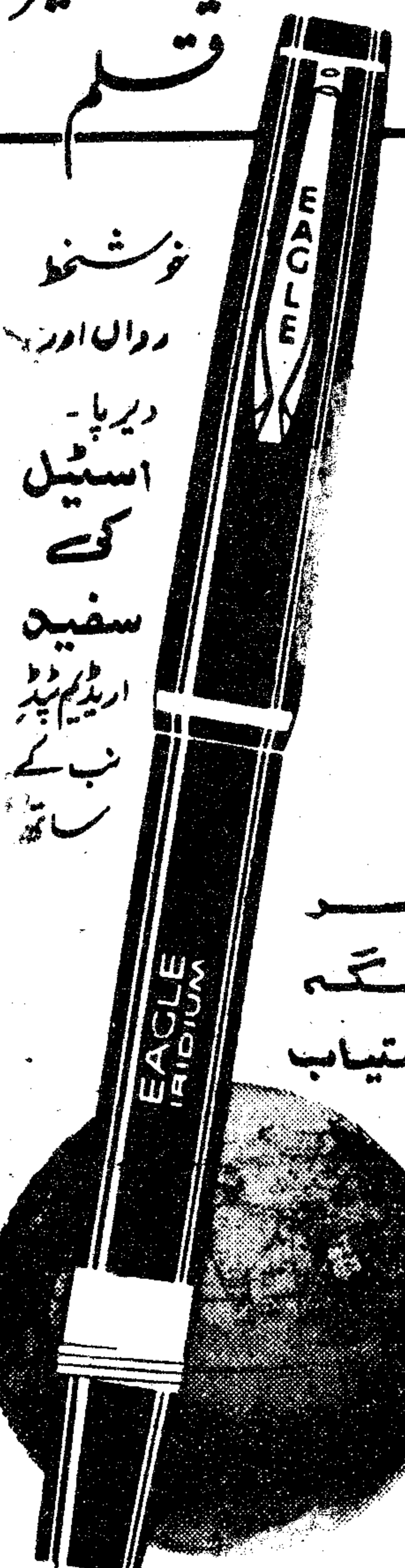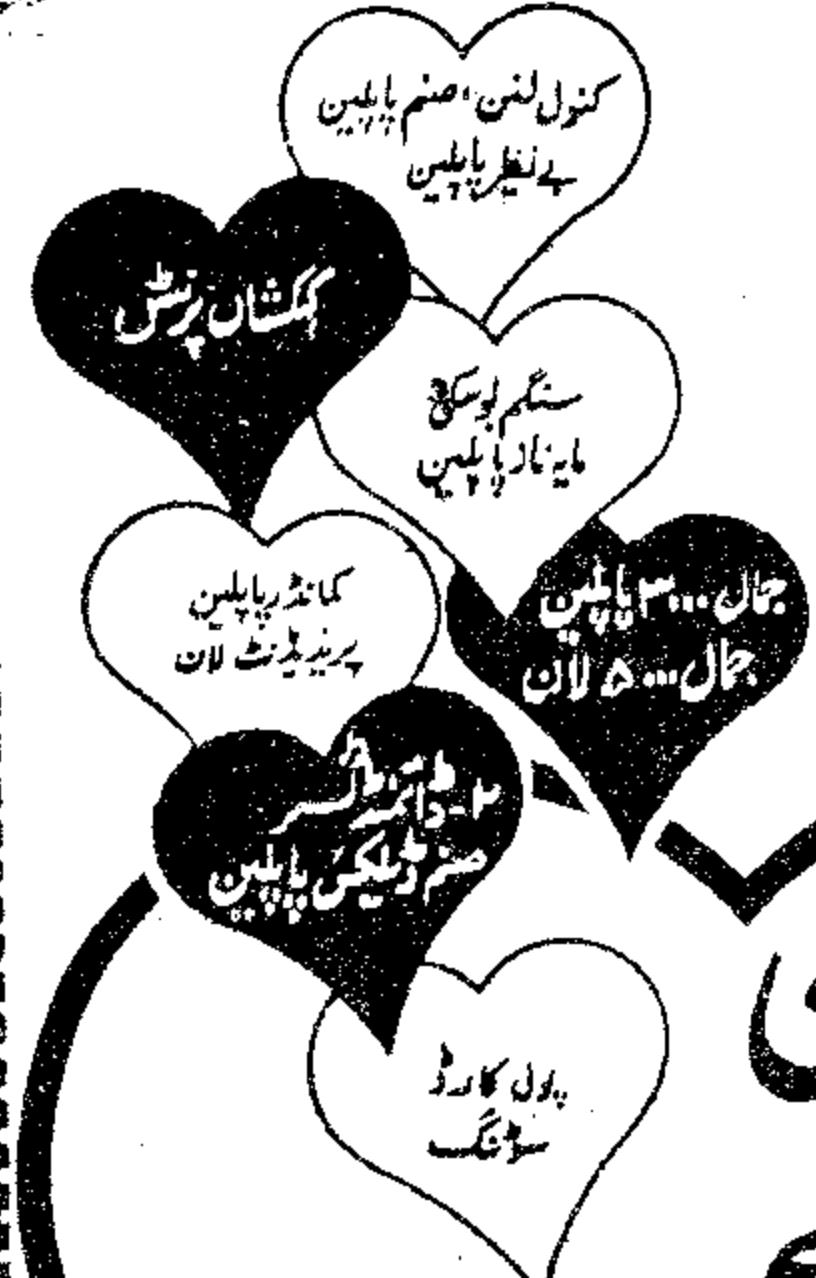
ٹنڈر نوٹس

محکمہ خوراک صوبہ سرحد کے اے کلاس رجسٹرڈ ٹھیکیداران سے مالی سال ۸۸-۱۹۸۷ء کے لئے سربمہر ٹنڈر مجوزہ فارم پر جو زیر دستخطی کے دفتر سے بعوض دس روپے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ برائے ترسیل اجناس چینی بمعہ دیگر متعلقہ کام غلہ گودام اضاخیل مطلوب ہیں۔

ٹنڈر زیر دستخطی کو مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۸۷ء بوقت گیارہ بجے صبح پہنچ جانا چاہیئے جو اسی دن ساڑھے گیارہ بجے ٹنڈر دہندگان کے مقرر کردہ نمائندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔

ہر ٹنڈر کے ہمراہ کسی منظور شدہ بنک سے مبلغ ایک لاکھ روپے کا بنک کال ڈیپازٹ بطور زر بیعانہ شامل ہونا لازمی ہے۔ چیک قبول نہ ہوگا۔ زر بیعانہ ٹنڈر منظور نہ ہونے کی صورت میں واپس کر دئے جائیں گے۔ ماسوائے سب سے کم ٹنڈر کے ڈائریکٹر محکمہ خوراک کی منظوری تک۔

اگر ٹنڈر منظور ہو دس دن کے اندر ٹنڈر دہندہ ایگریمنٹ کی تکمیل میں ناکام رہا تو زر بیعانہ بحق سرکار ضبط کر لیا جائے گا۔ ٹھیکیدار کو نرخ دینے سے پہلے ایگریمنٹ کی شرائط دفتر ہذا میں دیکھنے کی اجازت ہے۔ نرخ دیتے وقت یا اگریمنٹ کرتے وقت کسی بھی عذر کہ اگریمنٹ کی شرائط نہ دکھائے گئے تھے قبول نہ کی جائے گی۔ وہ ٹھیکیدار جس کا ٹنڈر منظور ہو جائے اور ایگریمنٹ میں شرائط کے مطابق مقررہ مدت میں اندراج سے انکار کرے تو وہ ان تمام نقصانات کا ذمہ دار ہوگا۔ جو بعد میں حکومت کو اٹھانے پڑے ہوں۔

ٹنڈر فارم میں کاٹ کاٹ / بار بار لکھائی کی وجہ سے ٹنڈر مسترد کیا جا سکتا ہے۔

ٹنڈر فارم ریٹوں کے تمام خانے پُر کرنے ہوں گے۔ اور کوئی خانہ خالی نہیں چھوڑا نہ ہوگا۔

جناب ڈائریکٹر محکمہ خوراک صوبہ سرحد پشاور کسی ٹنڈر کو بغیر کوئی وجہ بتائے بغیر جزوی یا کلی طور پر منظور یا مسترد کرنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

حبیب اللہ

سٹوریج اینڈ انفورسمنٹ آفیسر

غلہ گودام اضاخیل تحصیل نوشہرہ۔ ضلع پشاور

INF (P) 1391

مولانا عبدالدیان صاحب کلیم (فاضل دیوبند)
لیکچرر اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی

توضیح البیان کی تنقید

اور

اعتراضات کی حقیقت

اہل علم میں مشہور ومقبول کتاب "تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین" کے جواب میں مولوی غلام رسول صاحب نے مولوی احمد رضا خان صاحب اور مولوی نعیم الدین صاحب کی "روحانی امداد واعانت سے" اور مولوی عطا محمد صاحب چشتی، اور اپنے دیگر احباب کے "مشوروں" سے "توضیح البیان لخزائن العرفان" کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ اس کتاب میں مصنف نے اپنے اکابر کی مخصوص زبان

"تمہارے دھرم میں تمہاری جورو اور ماں دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، گوبر اور حلوہ دونوں ایک شیرینی اور پاخانہ دونوں ایک، تمہارا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک الخ) تجانب اہل السنہ ص ۴۲۸ مطبوعہ بریلی الیکٹرک پریس بریلی)

اور یہ کہ "حلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ، شربت کے بدلے پیشاب نوش فرماؤ۔ اپنی ماں بہن، بیٹی جورو کے ماتھوں پر جلی قلم سے الوقف فی سبیل الشیطان کا سائن بورڈ لکھوا کر برسر میدان پھراؤ الخ (تجانب اہل السنہ ص ۴۲۹ مطبوعہ بریلی) استعمال نہیں کی۔

"تنقید متین"، کے صریح اور ٹھوس حوالوں کا جواب تو مولوی غلام رسول صاحب کیا دیتے البتہ طباعت کی غلطی کو بہانہ بنا کر محبی شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ پر حسب عادت تحریف کا الزام لگایا گیا ہے۔ مولوی غلام رسول صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

"نوٹ۔ سرفراز صاحب نے اس آیت کو ولعرفنہم فی لحن القول لکھا ہے حالاں کہ قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں

اصل میں ولتعرفنہم فی لحن القول ہے۔ انہوں نے عمداً یا سہواً حضرت صدر الافاضل صاحب کی جو تفسیر نقل کی ہے اس میں ولتعرفنہم فی لحن القول لکھا ہے۔ الیٰ ان قال۔ معلوم نہیں کہ گگھڑ کے محرف کس دجل کے پیش نظر تحریف خالص کا یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ (توضیح البیان صہ ۴۷۱ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

مجھے افسوس ہے کہ تصحیح میں بے احتیاطی کی وجہ سے قرآن مجید کا یہ لفظ غلط چھپ گیا ہے۔ قرآنی آیات کے سلسلہ میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ مگر اس کو "دجل" اور "تحریف خالص" قرار دینا صرف اہل بدعت کا کام ہو سکتا ہے۔ اگر بے احتیاطی کی وجہ سے کسی کتاب میں قرآنی آیت غلط چھپ جانا، دجل، اور "تحریف خالص" ہے تو یہ کارنامہ آپ نے بھی سرانجام دیا ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی عبارت نقل کرتے ہوئے ٹھیک یہی دجل اور تحریف خالص اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے۔

مولوی غلام رسول صاحب نے لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"غیب مطلق سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ اور اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو۔ اور اسی بنا پر لایعلم من فی السموات والارض الغیب لا اللہ اور ولو کنت العلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے۔ حفظ الایمان (توضیح البیان صہ ۳۷۹)

حالاں کہ حفظ الایمان میں یہ آیات بالکل صحیح لکھی ہوئی ہیں۔ اہل بدعت کی زبان میں ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ قرآن میں ایسی آیات نہیں ہیں اصل میں لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور ولو کنت اعلم الغیب ہیں۔ اور حفظ الایمان میں بھی صحیح لکھی ہوئی ہیں۔ معلوم نہیں لاہور کے محرف مولوی غلام رسول سعیدی نے کس دجل کے پیش نظر تحریف خالص کا یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ مولوی غلام رسول صاحب نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب سے عبارت نقل کرنے میں ان دو آیات میں اور بھی تحریف خالص کی ہے بلکہ رئیس المحرفین کا خطاب حاصل کرنے کے لئے اپنی کتاب میں قرآن مجید کی آیات میں اور بھی تحریف خالص کے کارنامے سرانجام دئیے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ لکھا ہے۔ ومانعبدہم الالیقربونا الی اللہ زلفیٰ (توضیح البیان صہ ۶۸) اس آیت کے شروع میں تحریف کرتے ہوئے "واؤ" اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔ اصل آیت یوں ہے۔ "مانعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ۔ (پارہ ۲۳ سورہ الزمر)

۲۔ لکھا ہے۔ لیس کمثلہ شیئ (توضیح البیان صہ ۳۷۸) اصل آیت یوں ہے۔ لیس کمثلہ شیئ (پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ)

۳۔ وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول الخ (پارہ ۲ سورۃ بقرہ)

۴۔ لکھا ہے۔ اور نحن نعلمھم کے بعد سنعذبھم مرتین کا ذکر اس پر قرینہ ہے۔ (توضیح البیان صہ ۵/۴)
حالاں کہ قرآن پاک میں ،، سعذبھم مرتین ،، نہیں ہے بلکہ اصل آیت کے الفاظ ،، سنعذبھم مرتین ،، ہیں۔

۵۔ لکھا ہے: قل من حرم زینۃ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق (توضیح البیان صہ ۴۲۹) پارہ ۱۱ سورۃ التوبۃ) اصل آیت یوں ہے۔ قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق۔ (پ ۸ سورۃ الاعراف)

۶۔ لکھا ہے۔ عندہ مفاتیح الغیب (توضیح البیان صہ ۳۸۲) اصل آیت کے الفاظ یوں ہیں۔ ،، وعندہ مفاتیح الغیب ،، معلوم نہیں رئیس المحرفین مولوی غلام رسول سعیدی نے کس دجل کے پیش نظر تحریف خالص کا یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔

اہل بدعت کے ایک اور مفتی غلام معین الدین نعیمی صاحب ہیں جنہوں نے تحریف کی فیکٹری لگا رکھی ہے۔ چونکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں اہل بدعت کے بعض عقائد کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے۔ اس لئے اہل بدعت نے ایک خاص سازش کے تحت ان کی مشہور تصانیف مدارج النبوۃ کو اردو میں ترجمہ کے لئے منتخب کیا۔ حالاں کہ اس کا اردو ترجمہ مناہج النبوۃ کے نام سے شائع ہو چکا تھا۔ اہل بدعت کے مفتی غلام معین الدین صاحب نے ترجمہ کرتے وقت بدعتی عقائد عبارت کے مفہوم میں ٹھونسنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ اور مدارج النبوۃ میں جو قرآنی آیت تھیں اس میں بھی کھول کر تحریف کی ہے تاکہ جب قارئین اس کو پڑھیں گے تو سمجھیں گے کہ یہ تحریف شدہ آیات خود حضرت شیخ رحمہ اللہ نے مدارج النبوۃ میں لکھی ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات مدارج النبوت میں بالکل درست ہیں اور قرآنی آیات میں یہ تحریف کا کارنامہ مفتی غلام معین الدین نے سرانجام دیا ہے۔

مدارج النبوۃ اردو شائع کردہ مدینہ پبلشنگ کراچی میں تحریفات پر ایک مستقل مقالہ لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ سردست قرآن مجید کی آیات میں جو تحریف کی گئی ہے وہ ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ لکھا ہے۔ لوشآء لقلنا مثل ہذآ ان ہذا الا اساطیر الاولین (مدارج النبوۃ اردو صہ ۱۶۱)
قرآن میں اصل آیت یوں ہے۔ لونشآء لقلنا مثل ہذآ ان ہذا الا اساطیر الاولین (پ ۹۔ سورۃ الانفال)

۲۔ لکھا ہے۔ ان لا ینصروہ فقد نصرہ اللّٰہ۔ (مدارج اردو صہ ۱۵۷)
اصل آیت یوں ہے۔ الا تنصروہ فقد نصرہ اللّٰہ۔ (پ ۱۰ سورہ توبہ)

۳۔ اذ یمکر بک الذین کفروا ویثبتوک او یقتلوک او یخرجوک (مدارج اردو صہ ۱۵۹)
اصل آیت یوں ہے۔ واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک (پ ۹ سورۃ الانفال)

۴۔ لکھا ہے۔ ان یکذبوک فقد کذب رسل من قبلک (مدارج اردو صہ ۱۵۴)

اصل آیت یوں ہے۔ وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک (پ ۴۔ سورۃ آل عمران)

۵۔ وما ارسلناک من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم (مدارج اردو صہ ۱۵۹)

اصل آیت یوں ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم (پ ۱۳ سورۃ ابراہیم)

۶۔ لکھا ہے۔ طٰہٰ وما انزلنا علیک القرآن لتشقٰی (مدارج اردو صہ ۱۳۵)

اصل آیت یوں ہے۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقٰی (پ ۱۶۔ سورہ طٰہٰ)

۷۔ لکھا ہے۔ منہم من کلمہم اللہ (مدارج اردو صہ ۱۵۱)

اصل آیت یوں ہے۔ منہم من کلم اللہ (پ ۳۔ سورۃ التوبۃ)

۸۔ فویل لہم مما کسبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون (مدارج اردو صہ ۱۳۰)

اصل آیت یوں ہے۔ فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون (پ ۱ سورۃ البقرۃ)

۹۔ لکھا ہے۔ ہو الذی الف بین قلوبہم الآیۃ (مدارج اردو صہ ۵۶)

اصل آیت یوں ہے۔ ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین ۝ والف بین قلوبہم (پ ۱۰ سورۃ الانفال)

۱۰۔ لکھا ہے۔ یعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون (مدارج اردو صہ ۱۲۶)

اصل آیت یوں ہے۔ لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون (پ ۱۴۔ سورۃ الحجر)

۱۱۔ لکھا ہے۔ انا کفینٰک الذین یجعلون مع اللہ الٰہا آخر (مدارج اردو صہ ۳۴۵)

اصل آیت یوں ہے۔ انا کفینٰک المستہزءین ۝ الذین یجعلون مع اللہ الٰہا آخر (پ ۱۴۔ سورۃ الحجر)

۱۲۔ لکھا ہے۔ لاتجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعضا (مدارج اردو صہ ۵۱۵) اصل آیت یوں ہے۔

لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (پ ۱۸۔ سورۃ النور)

۱۳۔ لکھا ہے۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک ما تاخر (مدارج اردو صہ ۲۶۴)

اصل آیت یوں ہے۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر (پ ۲۶۔ سورۃ الفتح)

۱۴۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ یتم نورہ ولو کرہ الکافرون (مدارج اردو صہ ۲۰۲)

اصل آیت یوں ہے۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (پ ۲۸ سورۃ الصف)

۱۵۔ لکھا ہے۔ ونزلنا علیک القرآن تبیانا لکل شیء (مدارج اردو صہ ۳۲۵)

اصل آیت یوں ہے۔ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء (پ ۱۴۔ النحل)

۱۶۔ لاتدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار وہو اللطیف الخبیر (مدارج اردو صہ ۳۱۲)

اصل آیت یوں ہے۔ لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار وہو اللطیف الخبیر (پ ۷۔ سورۃ الانعام)

۱۷۔ لکھا ہے۔ ولولا ان ثبتنا لقد کدت ترکن الیہم شیئاً قلیلاہ مدارج اردو صہ ۱۷۸)

اصل آیت یوں ہے۔ ولولا ان ثبتنٰک لقد کدت ترکن الیہم شیئاً قلیلا (پ ۱۵ بنی اسرائیل)

۱۸۔ لکھا ہے۔ ما انت تدری ما الکتاب ولا الایمان (مدارج اردو صہ ۱۶۷)

اصل آیت یوں ہے۔ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان (پ ۲۵ سورہ الشوریٰ)

۱۹۔ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فاسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک لقد جا الحق من ربک ولا تکونن من الممترین ہ ولا تکونن من الذین کذبوا بآیات اللہ فیکون من الخاسرین (مدارج اردو صہ ۱۴۰)

اصل آیت یوں ہے۔ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرءون الکتاب من قبلک ج لقد جاءک الحق من ربک فلا تکونن من الممترین ۝ ولا تکونن من الذین کذبوا بایٰت اللہ فتکون من الخاسرین ہ (پ ۱۱ یونس)

۲۰۔ لکھا ہے۔ وما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض ط تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ عظیم۔ (مدارج اردو صہ ۱۷۹)

اصل آیت یوں ہے۔ ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض ط تریدون عرض الدنیا صلے واللہ یرید الاخرۃ ط واللہ عزیز حکیم ہ (پ ۱۰۔ سورۃ الانفال)

۲۱۔ لکھا ہے۔ یریدون ان یطفئو نور اللہ با فواہہم واللہ یتم نورہ ولو کرہ الکافرون (مدارج اردو صہ ۳۹۰)

اصل آیت یوں ہے۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ با فواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ہ پ ۱۰۔ سورۃ التوبۃ)

۲۲۔ لکھا ہے۔ ویریدون ان یفرقوا بین ورسلہ (مدارج اردو صہ ۱۵۴)

اصل آیت یوں ہے۔ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ (پ ۶ سورۃ النساء)

۲۳۔ لکھا ہے۔ لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعلمون (مدارج اردو صہ ۶۸)

اصل آیت یوں ہے۔ لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون (پ ۱۷۔ سورۃ الانبیاء)

۲۴۔ لکھا ہے۔ وما ہو بقول شاعرہ قلیلاً ما تومنون وبقول کاہن قلیلا ما تذکرون ہ (مدارج اردو ۴۶۵)

اصل آیت یوں ہے۔ وما ہو بقول شاعر ط قلیلاً ما تومنون ۝ ولا بقول کاہن ط قلیلاً ما تذکرون ہ (پ ۲۹۔ الحاقۃ)

۲۵۔ لکھا ہے۔ تدور عینہم کالذی یغشٰی علیہ من الموت (مدارج اردو صہ ۷)

اصل آیت یوں ہے۔ تدور اعینہم کالذی یغشٰی علیہ من الموت (پ ۲۱ سورہ احزاب)

۲۶۔ لکھا ہے۔ فاصبر یا صبروا اولو العزم من الرسل (مدارج اردو صہ ۷)

اصل آیت یوں ہے۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل (پ ۲۶۔ سورۃ الاحقاف)

۲۷۔ لکھا ہے۔ ولیحبطن عملک (مدارج اردو صد ۱۶۳)

اصل یوں ہے۔ لیحبطن عملک (پ ۲۴۔ سورۃ الزمر)

۲۸۔ لکھا ہے۔ ونرید زینۃ الحیوۃ الدنیا (مدارج صد ۱۶۳)

اصل یوں ہے۔ ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا (پ ۱۵۔ سورہ کہف)

۲۹۔ لکھا ہے۔ ولیس لک من الامر شیئ (مدارج اردو صد ۱۶۳)

اصل یوں ہے۔ لیس لک من الامر شیئ (پ ۴۔ سورت آل عمران)

۳۰۔ لکھا ہے۔ ونقول علینا بعض الاقاویل (مدارج صد ۱۸۱)

اصل آیت یوں ہے۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل ۵ (پ ۲۹۔ سورہ الحاقہ)

۳۱۔ لکھا ہے۔ یوم لایجزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ (مدارج اردو۔ صد ۲۶۴)

اصل آیت یوں ہے۔ یوم لایخزی اللہ النبی والذین آمنو معہ (پ ۲۸۔ سورۃ التحریم)

۳۲۔ لکھا ہے۔ ان یشاء اللہ یختم علی قلبک (مدارج اردو ۱۶۴)

اصل آیت یوں ہے۔ فان یشاء اللہ یختم علی قلبک (پ ۲۵۔ سورۃ الشوریٰ)

۳۳۔ لکھا ہے۔ فلا یتبع الھویٰ (مدارج اردو صد ۱۷۳)

اصل آیت یوں ہے۔ ولا تتبع الھویٰ (پ ۲۳ سورت ص)

۳۴۔ قل ان کان آباءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وابناءھم تجارہ تخشون کسادھا الخ (مدارج اردو صد ۱۸۵)

اصل آیت یوں ہے۔ قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا الخ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ)

۳۵۔ لکھا ہے۔ والنہار لکبیرۃ الاعلی الخاشعین (مدارج اردو صد ۲۰۷)

اصل آیت یوں ہے۔ وانہا لکبیرۃ الاعلی الخاشعین ۵ (پ ۱۔ سورۃ البقرہ)

۳۶۔ لما تقولون مالا تفعلون (مدارج اردو صد ۶۶۶)

اصل آیت یوں ہے۔ لم تقولون مالا تفعلون (پ ۲۸ سورہ الصف)

۳۷۔ لکھا ہے۔ وانزل علیک الکتاب والحکمۃ (مدارج اردو صد ۱۳۴)

اصل آیت یوں ہے۔ وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ (پ ۵۔ سورۃ النساء)

۳۸۔ لکھا ہے۔ فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروب۔ (مدارج اردو ۶۱۰)

اصل آیت یوں ہے۔ وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب (پ ۲۶۔ سورۃ قٓ)

۳۹۔ لکھا ہے۔ انما قولنا لشیٔ اذا اردناہ ان یقول لہ کن فیکون (مدارج اردو صہ ۴۷۲)

اصل آیت یوں ہے۔ انما قولنا لشیٔ اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون (پ ۱۴ سورۃ النحل)

۴۰۔ لکھا ہے۔ قل بفضل اللہ برحمتہ فبذالک فلیفرحوا (مدارج اردو صہ ۱۱۱)

اصل آیت یوں ہے۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا (پ ۱۱۔ سورۃ یونس)

۴۱۔ لکھا ہے۔ ولئن شرکت لیحبطن عملک (مدارج اردو ۱۷۴)

اصل آیت یوں ہے۔ ولئن اشرکت لیحبطن عملک (پ ۲۴۔ سورۃ الزمر)

۴۲۔ لکھا ہے۔ قل اعوذبک من ہمزات الشیاطین (مدارج اردو صہ ۶۴۰)

اصل آیت یوں ہے۔ قل رب اعوذبک من ہمزات الشیٰطین ۵ (پ ۱۸ سورۃ المومنون)

۴۳۔ لکھا ہے۔ فاذا لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم (مدارج اردو صہ ۱۴۱)

اصل آیت یوں ہے۔ فاذ لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم (پ ۲۸۔ سورۃ المجادلہ)

۴۴۔ لکھا ہے۔ الذین یسمعون القول فیتبعون احسنہ (مدارج اردو صہ ۷۴۵)

اصل آیت یوں ہے۔ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ (پ ۲۳۔ سورہ زمر)

قرآن مجید کی آیات میں یہ تحریفات مفتی غلام معین الدین صاحب نے مدارج النبوۃ کے حصہ اول کے ترجمہ میں کی ہیں۔ جو مطالعہ کے دوران میں نے نوٹ کی ہیں۔ باقی حصہ دوم کے ترجمہ میں کتنی تحریفات کی ہیں واللہ اعلم۔

بہرحال مولوی غلام رسول سعیدی صاحب اور دیگر اہل بدعت کے سامنے ہم نے آئینہ رکھ دیا ہے۔ وہ اس میں اپنا چہرہ دیکھ لیں اور علماء اہل سنت پر بہتان تراشی سے باز آ جائیں۔

شاہ بلیغ الدین

مظلوم امیر

خادم کو بلا کر حکم دیا کہ ــــ حضرت ابو حازم کے پاس جاؤ۔ ان سے میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ اپنے کھانے میں سے کچھ مجھے بھیج دیں۔ تھوڑی دیر میں خادم واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں مٹی کی ایک سکوری تھی اور اس میں کچھ دلیہ پڑا تھا خادم نے پیام دیا کہ ــــ حضرت فرماتے ہیں یہی میرا آج رات کا کھانا ہے۔ یہ دلیہ دسترخوان پر رکھ دیا گیا۔ وہاں تو مرغ و ماہی کے ساتھ ساتھ بیسیوں نعمتیں چنی ہوئی تھیں۔ میٹھے بھی سلونے بھی کئی پکوان تھے۔ آخر کو یہ حکمرانِ وقت کا دسترخوان تھا۔ کھانے کے لیئے امیر جب دسترخوان پر بیٹھا تو سامنے ہی ابو حازم کا بھیجا ہوا دلیہ رکھا تھا۔ اس نے ایک نظر اپنے دسترخوان کے کھانوں پر دوڑائی اور پھر ابو حازم کے دلیے کو دیکھا۔ بے اختیار اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ دسترخوان سے بھوکا اٹھ گیا۔ اپنی خلوت گاہ میں جا کر سجدے میں گر پڑا۔ زبان سے کچھ نہ نکلتا تھا۔ دل میں خیالات کا ایک طوفان تھا کہ موج زن تھا۔ چاندی، سونا، ہیرے جواہرات، فوج و سپاہ، حکومت و اقتدار کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ حکم ہے کہ

اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ــــ تیرے رب نے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کا ذکر کرتا رہ۔ چنانچہ وہ شکرِ نعمت میں نفلیں پڑھتا رہا۔ اور اس رات بغیر کچھ کھائے پیئے روزہ رکھ لیا۔ روزہ افطار کیا ہی تو کچھ نہ کھایا۔ پانی کے چند گھونٹوں کے بعد پھر روزہ رکھ لیا۔ دوسرا دن بھی اسی طرح روزے میں گذرا۔ تیسرا روزہ رکھا اور افطار کا وقت آیا تو شکرِ نعمت ادا کر کے سموسے سے افطار کیا اور سادہ غذا کھائی۔ اس کے بعد صاحبِ کردار سربراہ کے گھر دوسرا لڑکا تولد ہوا اس نے عبدالعزیز نام رکھا۔ انہی عبدالعزیز کے بیٹے وہ عمر ہیں جنہیں امام شافعی اور امام سفیان ثوری خلفائے راشدین میں شمار کرتے ہیں۔

ابو حازم سلمہ بن دینار مخزومی شیخ المدینہ کہلاتے تھے امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ:۔
ان کے زمانے میں ان جیسا کوئی عالم نہیں تھا۔ وہ حکمران جس نے ابو حازم ــــ کھانا منگوایا تھا ان کے بارے میں امام بخاری اپنی تاریخ صغیر میں لکھتے ہیں کہ وہ ہجرت سے اٹھارہ سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر انتیس برس کی تھی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان کی بیان کی ہوئی حدیثیں دی ہیں۔
حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ یہی امام ابن تیمیہ ابن کثیر اور صاحبِ تاریخ الخمیس نے بھی لکھا ہے۔ وہ چار بار امیرِ حج رہے۔ کئی بار مدینۃ النبی ص کے گورنر بنے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ وہ بندۂ حق اپنے دورِ گورنری میں صحابہ کرام سے مشورہ لیتا اور جس پر وہ اتفاق کرتے اسی پر عمل کرتا۔ مدینے میں اس نے ناپ تول کے پیمانوں کی اصلاح کی۔ اور درست پیمانے رائج کئے۔

امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی مملکت کے چیف سیکرٹری رہے اپنے دور کے بڑے بڑے صاحبانِ علم و عمل اور فقہاء میں ان کا شمار تھا۔ اللہ نے ایک سے ایک لائق بیٹا دیا۔ بڑے بیٹے عبدالملک کے علم کا یہ عالم تھا کہ شیخ الصحابہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک موقع پر فرمایا کہ:۔

میرے بعد مسائل پوچھنے ہوں تو عبدالملک سے رجوع کرنا۔ یہ اللہ کا بندہ جس کا ذکر ہو رہا ہے سیدنا معاویہؓ ثانی کی وفات کے بعد متفقہ طور پر مسلمانوں کا امیر منتخب ہوا۔ اور ۶۴ھ و ۶۵ھ میں ایک سال تک منصب خلافت پر فائز رہا۔ امام ابوبکر ابن العربی نے العواصم من القواصم میں لکھا ہے کہ:۔

وہ امت کی عظیم شخصیتوں میں سے ایک ہے۔ ثقہ صحابہ نے ان سے روایت کی ہے۔ حضرت زین العابدین ابن حضرت حسینؓ سے ان کی ایک روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔ موطا امام مالک، سنن نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں بھی ان کی روایتیں ملتی ہیں۔ صحابہ اور تابعین نے ان سے روایت کی ہے۔ تابعین میں حضرت سعید بن مسیب جیسی شخصیت بھی شامل ہے۔ یہ بندۂ خدا اپنے دور کا بڑا ماہر نظم و نسق اور غیر معمولی مدبر تھا۔ اس نے سبائی تحریک کی کمر توڑ دی تھی۔ اس کا بدلہ سبائیوں نے یہ لیا کہ اس کے خلاف خوب کیچڑ اچھالی حتٰی کہ اپنی بے پناہ پروپیگنڈہ مشینری سے کام لے کر اس کی شخصیت کو مسخ کر دیا۔ ہم نے اپنی سادہ لوحی میں اس بات کا خیال بھی نہ کیا کہ صحابہ کرام کی توہین کرنے والے کیا کیا کھیل کھیلتے ہیں۔

بہر حال جب اس صحابیٔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت پر اجماع ہو چکا اور انہیں اطلاع دینے کے لئے ان کے خیمے میں پہنچے تو شمع روشن تھی اور وہ کلام پاک کی تلاوت میں مشغول تھے۔ یہ قاری کلام اللہ حضرت مروان بن حکم تھے انہی کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ وہ آخری صحابی ہیں جو مسلمانوں کے حکمران رہے ہیں۔

مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی

کھلا خط بنام

جناب حاجی سیف اللہ خان وزیر ـــــ مذہبی امور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ارشاد ربانی سماعت فرمائیے :- پ۱۱ رکوع ۷ میں خالق جل شانہ، کا ارشاد ہے جس کا ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں یہ ہے "پھر تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں ان کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو"

وضاحت :- اللہ تعالیٰ نے آپ کو سابق وزیر کا نائب بنا دیا ہے زمین پاکستان میں اور وہ خالق تعالیٰ دیکھ رہے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جسے نفحۃ العرب کے صد ۲، پر نقل کیا گیا ہے۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ امام دار الہجرۃ کے سامنے حضرت ابن طاؤس رضی اللہ عنہ نے یہ روایت امیر المومنین ابوجعفر المنصور کو سنائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن سخت ترین عذاب اس شخص پر ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکومت میں شریک بنا دیا۔ اور پھر اس نے اللہ تعالیٰ کے انصاف میں جور اور ظلم کو داخل کر دیا۔

واضح رہے کہ شریعت اللہ کا انصاف ہے اور غیر شرعی قوانین جور اور ظلم ہیں۔

جناب والا۔ شریعت بل کے سلسلہ میں اسلام آباد کے پہلے کامیاب ترین مظاہرہ میں نفاذ شریعت کے متعلق لاکھوں مسلمانوں کی موجودگی میں تن من دھن کی قربانی کا آپ نے جو واضح اعلان فرمایا تھا اور قوم نے تحسین و آفرین کے فلک شگاف نعروں سے جس کا پرجوش خیر مقدم کیا تھا وہ یقیناً آپ بھولے نہیں ہوں گے۔ یاد دلانے کی بات یہ ہے کہ اُس وقت کے وزیر قانون اور وزیر مذہبی امور کی قوم کی جانب سے جو سبکی اور خفّت کی گئی تھی وہ اس لئے نہیں تھی کہ ان کا نام حاجی سیف اللہ خان نہیں تھا۔

غلط افواہ یہ سننے میں آئی ہے کہ اب آپ یہ فرما رہے ہیں کہ شریعت بل کے نفاذ میں کچھ دستوری دفعات رکاوٹ ہیں ـــ جناب والا! آپ مسلمان ہیں اور یقیناً مسلمان ہونے پر آپ کو فخر ہو گا۔ اور مسلمان ہی رہنا یقیناً پسند کرتے ہوں گے۔ تو ایک پڑھے لکھے بیت اللہ کے حاجی روضہ رسول اللہ صلعم کے نیک زائر کی حیثیت سے آپ ہی فرما دیں کہ انسانی

کے بنائے ہوئے

دستوری دفعات پہ نفاذ شریعت کو قربان کرکے آپ ایک اچھے مسلمان رہ سکتے ہیں۔

آپ فرمائیں گے شریعت کو نہیں بلکہ میں تو شریعت بل کو قربان کر رہا ہوں (کیونکہ مغلوب السیاست مولویوں کا یہ سبق آپ نے بھی سن لیا ہوگا جس سے وہ ملک اور اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں) چلیئے ایک سیکنڈ کے لیے آپ کی یہ منطق مان لی جاتی ہے لیکن آپ ایک سچے مسلمان کی طرح اپنی بات پر مضبوطی سے قائم رہے شریعت بل کو جانے دیجئے۔

آپ نفاذ شریعت کی وہ تجویز لاکر اپنی پارٹی سے سینٹ اور قومی اسمبلی سے پاس کرادیجئے جس سے

۱۔ ملک کی ایک ایک عدالت وفاقی شرعی عدالت کی طرح شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ التحیۃ کی پابند ہو۔

۲۔ اور جمہوری تقاضوں کے عین مطابق مدون حنفی فقہ ملک کی پبلک لاء قرار پائے اور تمام دوسرے فرقے شخصی قوانین میں اس کے پابند نہ ہوں۔ شریعت بل کو آپ نے اس طرح سمیٹا تو یقیناً آپ نے شریعت کو دستوری دفعات پہ قربان نہیں کیا اور اختلاف کیا تو صرف شریعت بل کے بعض دفعات سے

لیکن ملک کی تمام عدالتیں غیر شرعی قوانین چلاتے رہیں صرف وفاقی شرعی عدالت ان کی اپیل سن سکے اور اس سے بھی عائلی قوانین مالیات وغیرہ مستثنیٰ ہوں۔ اور اسے شریعت کی بالادستی کا پر فریب عنوان دیا جاتا رہے۔ تو یہ ایسا کھلا دھوکہ ایسا مکر و فریب اور اسلام اور شارع علیہ السلام سے وہ بیوفائی ہے جس کی سزا خزیٌ فی الحیوٰۃ الدنیا و یوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب ہی ہے والعیاذ باللہ اور جس کی نظیر آج کے دور میں صرف اور صرف یہ ہے کہ نفاذِ شریعت کو بینظیر کی حکومت آنے تک مؤخر رکھا جائے۔

فانا للہ و انا الیہ راجعون ع

وائے گر در پس امروز بود فردائے

جناب حاجی صاحب آپ کو واسطہ ہے اپنے اس پرجوش اعلان کا جو اسلام آباد کی زمین پر لاکھوں مسلمانوں کی موجودگی میں آپ نے سینٹ میں پیش شدہ شریعت بل کے لئے کیا ہے اور آپ کو واسطہ ہے اس بیت اللہ العظیم کا جس کا طواف ابھی ابھی آپ کرکے آئے ہیں۔ اور واسطہ ہے اس روضہ خضرا کا جس میں جانِ جہاں فخر آدم و آدمیان سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین آرام فرما ہیں کہ ملت اسلامیہ پاکستانیہ کو آزمائش میں نہ ڈالیں اور ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ سے پہلے پہلے پاک عدالتوں کو شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے پابند بنانے کی تجویز پاس کرائیں۔

مس شدہ کارتوس | ایک جملہ ارباب حکومت کا تکیہ کلام بن چکا ہے کہ راتوں رات ایسا عظیم انقلاب لانا ممکن نہیں جناب والا ۴۷ سے تا ۸۷ء چالیس سال کی طویل رات بیت چکی ہے۔ جو شخصیتیں یا جو جماعتیں دس دس

سال تک حکومتیں کر چکی ہیں اور پھر بھی راتوں رات کا لفظ ان کے منہ سے نکلتا ہے۔ تو قوم کا دماغ چکرا جاتا ہے، وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگتے ہیں کہ اب ان کے لئے کفر، نفاق، زندقہ وغیرہ کونسا لقب تجویز کیا جائے۔

مذہبی امور کے ذمہ دار وزیر یا تدبیرا شریعت کی تجویز "جس کے ذریعہ ملک کی ایک ایک عدالت شریعت کی پابند ہو" کی ذمہ داری آپ پر، آپ کی حکومت پر اور آپ کی جماعت پر عائد ہو چکی ہے۔ عالم الغیب والشہادہ خداوند قہار و جبار دیکھ رہا ہے۔ یہ فیصلہ اسی اجلاس میں کرائیں۔ رہا پبلک لار" فقہ حنفی" کی زبان کو مروجہ اصطلاحات میں تبدیل کرنے کے لئے تو نظریاتی کونسل کے لائق و فائق اراکین اور سپریم کورٹ کے شرعی بنچ کے باوقار ججوں سے یہ کام چھ ماہ کے عرصہ سے بھی کم میں لیا جا سکتا ہے۔

ہاں قوم کے بُرے دن ابھی باقی ہوں تو ہزار بہانے بنائے جا سکتے ہیں۔

واللہ علیٰ من یشاء قدیر۔ ہماری دعا ہے کہ اسلام کی یہ خدمت اللہ تعالیٰ آپ جیسے پابند صوم و صلوٰۃ اور حجاج بیت اللہ الحرام اور زوار روضۃ الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے والامر بید اللہ العزیز الغفار۔

خط کو کھلا رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن بار بار کا تجربہ یہ ہے کہ سکریٹریٹ کا عملہ خط مکتوب الیہ تک پہنچانے میں زیادہ چست ثابت نہیں ہوا۔ والسلام

قاضی عبدالکریم غفرلہ مہتمم مدرسہ نجم المدارس۔ کلاچی

• وخادم تحریک شریعت بصورت نفاذ فقہ حنفی۔

بقیہ ایڈز کی بیماری

کر سکتا ہے اور اس کو نکال باہر کرنے کے لئے خاص کیمیاوی مرکبات پیدا کرتا ہے۔ یہ عمل امیونیٹی کہلاتا ہے۔ اور اس حفاظتی نظام کا ایک حصہ ہے۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ۔ "کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس پر حفاظت کرنے والا موجود نہ ہو" (سورہ ۸۶۔ آیت ۴)

ایڈز کے مرض میں وائرس کے یہی نشانات دراصل تباہی کا سبب بن جاتے ہیں کیونکہ ان نشانات کی مدد سے وائرس خون کے خاص خلیات پر چپک جاتا ہے۔ اور پھر ان میں داخل ہو کر انہیں برباد کر دیتا ہے۔ اس طرح مریض اپنی قوت مدافعت سے محروم ہو جاتا ہے۔

ادبیات

حافظ محمد ابراہیم فانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک

رشکِ شہنشہاں

بطلِ حریت مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی قدس سرہ کی یاد میں

بطلِ حریت کا تھا وہ ضیغمِ اسلام تھا　　زلف و رخسارِ نبیؐ کا جو اسیرِ دام تھا
خرمنِ باطل پہ تھی تقریر ان کی مثلِ برق　　وقت کا فرعون ان سے لرزہ بر اندام تھا
وہ فقیرِ بے نوا رشکِ شہنشاہاں رہا
خضرِ راہِ آبِ حیواں بہرِ گمراہاں رہا
ہے کہاں وہ مردِ حُر وہ مردِ مومن حق پسند　　افتخارِ دین و ملت افتخارِ دیوبند
بارہا جھیلے مصائب بہرِ دینِ مصطفٰےؐ　　وہ اسیری میں بھی کرتا تھا صدائے حق بلند
ان کی حریت کے جذبے کو دبا سکتا تھا کون؟
ان کو حق گوئی کے رستے سے ہٹا سکتا تھا کون؟
دینِ قیم کے لئے وہ سربکف تھے جاں فروش　　باوجودِ ضعف و پیری سخت جان و سخت کوش
سامنے باطل کی ہو گی کیسی وہ جاں سرنگوں　　جو خمستانِ حجازی کا رہا ہو بادہ نوش
روح تیری شاد ہو اے حق پرستوں کے امیر
کاروانِ جمعیت ان "فاقہ مستوں" کے امیر
مرزائی دجل طشت از بام وہ تو نے کیا　　سیلِ فتنہ "رفض" بھی ناکام وہ تو نے کیا
آہ فانی! روح پر تیری ہزاروں رحمتیں　　درسِ حریت کا ہر جا عام وہ تو نے کیا
شہرہ تیری حق پسندی کا ہے اب آفاق میں
نام ہے زندہ ترا تاریخ کے اوراق میں

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

ٹی سی پی
ایک کامیاب بین الاقوامی رابطہ
TCP
ہماری ضمانت
• بروقت ترسیل • مناسب قیمتیں
• بہترین خدمات • معیاری کوالٹی کنٹرول
ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان لمیٹڈ
پریس ٹرسٹ ہاؤس۔ آئی آئی چندریگر روڈ۔ کراچی۔ پاکستان
ٹیلیفون: ۱۹-۵۱۵-۲۱ (۵ لائنیں)، ٹیلیگرام TRACOPK ٹیلیکس: 2784 TCP PK
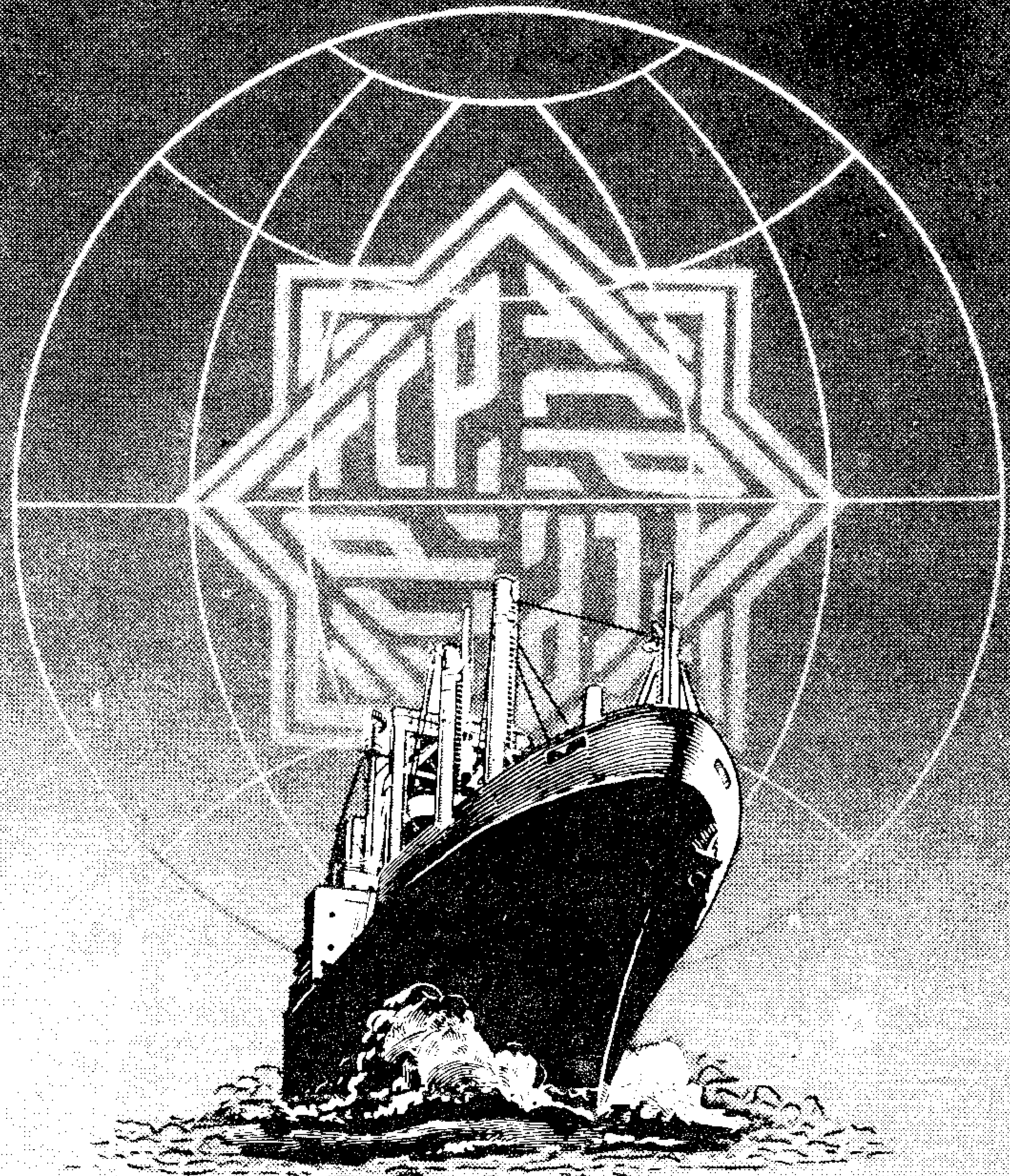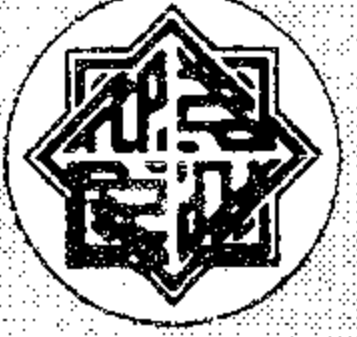
AL-HAQ REGD. NO. P.9